جنت کی خوشخبری پانے والے
دس صحابہ کرام
مولانا ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی
صراط مستقیم پبلیکیشنز
0333-8173630-042-7115771

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

انتساب

استاذ العلماء فخر الفضلاء حضرت علامہ **محمد نواز** صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (بانی جامعہ مدینۃ العلم گوجرانوالہ) کے نام......جن کی تدریسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔

محمد اشرف آصف جلالی

بِسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی و عدفو فاواوعد فعنا والصلوٰۃ والسلام علیٰ سیّدنا محمّد

سیّد الشرفاء و مبشر العشرۃ المبشرۃ و علیٰ و اصحابہٖ اھل الکرم والوفاء

جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ رضی اللہ عنہم

سیّد عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم، ہادی عالم، محسن انسانیت، اسوہ آدمیت، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب ظلمت کدہ عرب کی تیرگی میں شمع اسلام کو روشن کیا۔ پیغام خدا تعالیٰ سے لوگوں کو روشناس کروانے کیلئے سفر شروع کیا۔ انکے لات ومنات سے تعلقات توڑ کر خدائے حقیقی کیساتھ رشتہ جوڑ کر اعلان کیا اور اپنے اعمال صالحہ اور اقوال حسنہ سے انسانیت کی زنگ آلود صلاحیتوں کو صیقل کرنے کیلئے کمر ہمت باندھ لی۔ ایسے میں جو لوگ شمع اسلام کی کرنوں سے کاشانہ دل میں چراغاں کرنے، گلشن ایمان وایقان کی مہک سے قلوب واذہان کو معطر کرنے، قاسم خیرات الٰہیہ کے ہاتھوں جام توحید پینے اور اپنے جبینوں کو معبودِ حقیقی کے سامنے جھکانے میں سبقت لے گئے۔ انہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب کے اعلیٰ مراتب پے فائز فرمایا۔ ارشاد خداوندی ہے:

والسابقون السابقون اولٓئک المقربون [1]

اور جو سبقت لے گئے وہ تو سبقت ہی لے گئے وہی مقرب بارگاہ ہیں۔

جن نفوس قدسیہ کو بھی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حالتِ ایمان میں نصیب ہوا، صاحب فضیلت ہیں اور 'رضی اللہ تعالیٰ عنہم و رضوا عنہ' ان کا مایہ افتخار ہے مگر سبقت اور دیگر کئی خدمات کے لحاظ سے فضیلت میں مراتب ہیں۔ اہلسنّت وجماعت کے نزدیک تمام صحابہ علیہم الرضوان میں سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم بالترتیب افضل ہیں۔ پھر حضرات عشرہ مبشرہ رضی اللہ عنہم کی اوروں پر فضیلت ہے، پھر بدری افضل ہیں، پھر بیعت رضوان میں شریک ہونے والے فضیلت رکھتے ہیں۔ ایسے ہی عقبتین کی بیعتوں میں شریک ہونے والے اور قبلتین کی طرف نماز پڑھنے کا شرف حاصل کرنے والوں کی فضیلت ہے۔ [2]

یہاں موضوع ان دس نفوس قدسیہ کا مختصر تعارف ہے، جنہیں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کی دُنیاوی زندگی میں اجتماعاً جنت کا مژدہ جانفزا سنایا تھا۔ امام ترمذی نے وہ حدیث یوں روایت کی ہے:

حدثنا قتیبہ قال عبدالعزیز بن محمد عن عبدالرحمٰن بن حمید عن ابیہ عن عبدالرحمٰن بن عوف قال قال رسول اللہ ﷺ ابو بکر فی الجنۃ و عمر فی الجنۃ و عثمان فی الجنۃ و علی فی الجنۃ و طلحۃ فی الجنۃ والزبیر فی الجنۃ و عبدالرحمٰن بن عوف فی الجنۃ و سعد بن وقاص فی الجنۃ و سعید بن زید فی الجنۃ و ابو عبیدۃ بن الجراح فی الجنۃ [3]

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ مذکورہ دس صحابہ جنتی ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں یہ حدیث بروایت حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے مگر انہوں نے حضرت ابوعبیدہ بن جراح کا ذکر نہیں کیا۔ [4] عشرہ مبشرہ قریش کی مختلف شاخوں کے چشم وچراغ ہیں اور ابتداءً اسلام قبول کرنے والے ہیں۔

....

[1] (پ ۲۷۔ سورۂ واقعہ) [2] (نووی شرح مسلم) [3] (ترمذی، ج ۲ ص ۲۱۵، مشکوٰۃ ص ۵۶۶) [4] (سنن ابن ماجہ، ص ۱۳)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ اوّل افضل البشر بعد از انبیاء ورسل (علیہم السلام) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف سے جنت کی بشارت ملی۔

نام و نسب

عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب بن سعید بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی التیمی [1] آپ کی کنیت ابوبکر اور آپ کے والد حضرت عثمان کی کنیت ابوقحافہ ہے۔[2] آپ کی والدہ ام الخیر سلمیٰ بن صخر ہیں۔[3] بعض نے لیلیٰ بنت صخر نام بتایا ہے۔[4]

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام میں اختلاف ہے۔ ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ابن سیرین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کیا ہے کہ آپ کا نام عتیق ہے مگر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے والصحیح انه لقبه نیز امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عتیق کے ساتھ صدیق بھی آپ کا لقب ذکر کیا ہے۔ [5]

اصحاب سیر وتواریخ نے صدیق اور عتیق کی وجہ بیان کرتے ہوئے متعدد اقوال نقل کیے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آپ کو صدیق کا لقب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بزبان حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ملا۔ آپکے لقب عتیق کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ ایک بار سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، من سره ان ینظر الی عتیق من النار فلینظر الی ابی بکر [6] جس کو یہ بات خوش کرتی ہے کہ وہ جہنم کی آگ سے عتیق (آزاد) آدمی کی طرف دیکھے اسے چاہئے کہ وہ ابوبکر کی طرف دیکھے۔

ولادت

آپ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت کے دو سال اور چند مہینے بعد مکہ شریف میں پیدا ہوئے۔ [7]

شیخ ولی الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ صاحب مشکوٰۃ نے آپ کی ولادت، ولادتِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دو مہینے اور چار سال بعد ذکر کی ہے۔ [8]

---

[1] (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج۳ص ۲۰۵، الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج۲ص ۳۴۱) [2] (تاریخ طبری، ج۲ص ۶۱۵، تاریخ الخلفاء، ص۲۷)

[3] (الاصابہ، ج۲) [4] (اسد الغابہ، ج۳) [5] (تاریخ الخلفاء، ص۲۸) [6] (تاریخ الخلفاء، ص۲۹)

[7] (اسد الغابہ، ج۳) [8] (الاکمال فی اسماء الرجال)

قبول اسلام

آپ نے مکہ شریف کے بڑے آدمیوں میں سے سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ حضرت ابودرداء انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آپس میں درشت کلامی ہوگئی، تو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شدید غصے کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

ان اللہ بعثنی الیکم فقلتم کذبت قال ابو بکر صدق و واسانی بنفسہ و مالہ [1]

اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف بھیجا پس تم نے کہا تم نے جھوٹ بولا، ابوبکر نے مجھے سچا کہا اور جان و مال سے میری ہمدردی کی۔

نیز آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبول اسلام میں جلدی کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا، کوئی بھی ایسا آدمی نہیں جس کو میں نے اسلام کی دعوت دی ہو اور اس نے ڈھیل نہ کی ہو مگر ابوبکر کہ جونہی میں نے انہیں دعوتِ اسلام دی انہوں نے اسلام قبول کرلیا۔ [2]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جب سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت کیا تو میں اس وقت یمن میں تھا۔ وہاں میری ملاقات ایک شیخ ازدی عالم کتاب سے ہوئی۔ انہوں نے مجھ سے اپنے گمان کے مطابق حرمی، قریشی اور تیمی ہونے کے بارے میں سوال کیا۔ جب میں نے کہا، ہاں اہل حرم سے ہوں، قریشی اور تیمی ہوں تو انہوں نے کہا کہ اپنے پیٹ سے کپڑا اُٹھاؤ۔ میں نے کہا کیا وجہ ہے؟ انہوں نے کہا مجھے علم صحیح صادق سے معلوم ہوا ہے کہ حرم میں ایک نبی مبعوث ہوں گے ان کیساتھ ایک ادھیڑ اور ایک نوجوان معاون ہوں گے۔ ادھیڑ سفید رنگ کے نحیف ہوں گے ایک علامت ان کے پیٹ پر اور ایک ران پر ہوگی۔ آپ نے پیٹ سے کپڑا اُٹھایا تو شیخ ازدی نے واضح طور پر علامت پہچان لی اور کہا، وہ تم ہی ہو۔ چند دن بعد میں یمن سے واپس مکہ شریف پہنچا۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا، اے ابوبکر میں لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آؤ۔ میں نے کہا، اس دعویٰ کی دلیل کیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، دلیل وہ شیخ ازدی ہے جو تجھے یمن میں ملا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً اسلام قبول کرلیا۔ [3]

---

[1] (بخاری، ج ا ص ۵۱۷) [2] (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، ج ۳ ص ۲۰۶) [3] (ملخص از اسد الغابہ، ج ۳ ص ۲۰۸)

تبلیغ اسلام

آپ نے دولتِ اسلام سے مالا مال ہوتے ہی اشاعت اسلام اور اعلاء کلمہ حق کیلئے کمر باندھ لی۔ آپ کے ہاتھ پر بڑے بڑے بااثر لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ یہاں تک کہ عشرہ مبشرہ میں سے پانچ اصحاب حضرت عثمان، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت سعد اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم نے آپ کی دعوت پر اسلام قبول کیا۔ [1]

شمع نبوت کے اس پروانے نے مکی زندگی میں بھی جبکہ ہر طرف عداوت وحسد کے شعلے بلند تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ اپنی والہانہ عقیدت کا اظہار کیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک دن عقبہ بن ابی معیط نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال دیا اور آپ نماز ادا کر رہے تھے، اس نے گلا دبانا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگے بڑھے اور اسے پیچھے ہٹایا اور کہا تم ایسے آدمی کو مارنے کی کوشش کرتے ہو جو تمہارے پاس ہدایت کا پیغام لے کر آیا ہے۔ [2]

ہجرت

آپ کا منفرد اعزاز سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سفر ہجرت میں رفاقت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایسے نازک حالات میں آپ پر اعتماد کے خلوص کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ [3] یہ سفر ایک عظیم سفر تھا۔ ایک عاشق صادق اپنے محبوب برحق کے ساتھ خلوتوں کے سرور اور قدم قدم پر جذبہ وفا شعاری کے عملی ظہور کی سعادتیں حاصل کر رہا تھا۔ قرآن مجید میں اس عظیم رفاقت کا ذکر آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا،

ثانی اثنین اذھما فی الغار اذ یقول لصاحبہٖ لا تحزن ان اللّٰہ معنا [4]

دو میں سے دوسرے جب وہ دونوں غار میں تھے جب وہ اپنے دوست سے فرماتے تھے غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

اس آیتِ کریمہ میں صاحب سے مراد بالاجماع حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ [5] لہٰذا آپ کی صحابیت نص قطعی سے ثابت ہے۔ ابن الاثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ اگر کوئی آدمی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے علاوہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کی صحبت کا انکار کر دے تو کافر نہیں ہوگا، آپ کی صحبت کا انکار کرے گا تو کافر ہو جائے گا۔ [6]

---

[1] (الاصابہ فی تمیز الصحابہ، ج ۲ ص ۳۴۶، اسد الغابہ، ج ۳) [2] (بخاری، ج ۱) [3] (بخاری، ج ۲ ص ۵۸۷) [4] (پ ۱۰۔ سورۃ توبہ)

[5] (تفسیر ابن کثیر، ج ۲ ص ۳۷۲، روح المعانی، ج ۶ ص ۹۷، جلالین مع الجمل، ج ۲ ص ۲۸۴، تاریخ الخلفاء، ص ۳۶، الاصابہ)

[6] (اسد الغابہ، ج ۳ ص ۲۰۹)

سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مضبوطیٔ تعلق

حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں:

ان عائشة قالت لم اعقل ابوی قط الاوھما یدینان الدین ولم یمر علینا یوم تعالیٰ عھنا الا یاتینا فیہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طرفی النھار بکرة و عشیة [1]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے جب سے ہوش سنبھالا میرے والدین متدین تھے اور ایسا کوئی دن نہیں گزرا جس میں پہلے پہر یا پچھلے پہر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف نہ لائے ہوں۔

غزوات اور دیگر اہم امور میں شرکت

ابن الاثیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بروایت ابن سعد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نقل کیا ہے کہ آپ نے بدر اُحد خندق اور دیگر تمام مشاہد میں شرکت کی اور اپنی جرأت کے جوہر دِکھائے یہاں تک کہ جنگِ اُحد اور جنگِ حُنین میں جب دیگر بہت سے لوگ بھاگ گئے تھے اس حال میں بھی آپ نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ساتھ نہ چھوڑا۔ [2] غزوہ بدر میں آپ ختم المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خیمہ کے محافظ تھے اس لئے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو اشجع الناس قرار دیا۔ [3] غزوہ تبوک میں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا عظیم پرچم آپ کے ہاتھ میں دیا۔ [4]

امامت نماز

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال سے چند دن قبل مسجدِ نبوی میں جماعت کرانے کیلئے آپ ہی کو نامزد فرمایا۔ [5]

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی آپ کی اقتداء میں نماز پڑھی۔ امام نسائی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باب صلوٰۃ الامام خلف رجل من رعیة کے تحت حدیث نقل کی ہے۔

ان ابا بکر صلی الناس و رسول اللہ فی الصف [6]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کو جماعت کرائی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بھی پیچھے صف میں نماز ادا کی۔

---

[1] (بخاری، ج ا ص ۳۰۷) [2] (اسد الغابہ، ج ۳ ص ۲۱۲، تاریخ الخلفاء، ص ۳۶) [3] (تاریخ الخلفاء، ص ۳۷)

[4] (اسد الغابہ، ج ۳ ص ۲۱۲) [5] (مسلم، ج ا ص ۱۷۸) [6] (نسائی، ص ۱۲۷، بخاری، ج ۲ ص ۶۷۲، مسلم ثانی ص ۲۷۲)

اشارات خلافت

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اپنے آخری ایام میں آپ کو مصلّیٰ امامت پر کھڑا کرنا اور فرضیت حج کے بعد ۹ ہجری میں آپ کو امیرِ حج بنانا' خلافت کے اشارات میں سے ہے۔ [۱]

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ایک عورت سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئی تو آپ نے فرمایا، پھر آنا۔ اس نے کہا، اگر میں آپ نہ پاؤں تو پھر۔ اس کا اشارہ آپ کے وصال کی طرف تھا۔ آپ نے فرمایا، ابوبکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے پاس آجانا۔ [۲]

خلافت

حضور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد تمام صحابہ علیہم الرضوان نے بالاتفاق آپ کو خلیفہ منتخب کرلیا۔ [۳] آپ کی خلافت کی مدت دو سال تین مہینے اور بائیس دن ہے۔ [۴] آپ کی خلافت کا دور آزمائشوں کا دَور تھا۔ آپ نے مرتدین، جھوٹے مدعیان اور منکرین زکوٰۃ کی سرکوبی کی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہنے پر حضرت زید بن ثابت کو قرآن مجید جمع کرنے کا حکم دیا۔

وصال

ہجرت کے تیرھویں سال تریسٹھ سال کی عمر میں جمادی الآخر میں آپ کا وصال ہوا۔ (ان للہ وانا الیہ راجعون) [۵]

آپ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیے گئے ہیں۔ حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت طلحہ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم آپ کو لحد میں اُتارنے کیلئے آپ کی قبر میں اُترے۔ [۶]

قرآن مجید کی متعدد آیات اور بہت سی احادیث رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی شانِ اقدس کی مظہر ہیں۔ خصوصاً سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ اگر میں خدا تعالیٰ کے علاوہ کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو بناتا لیکن وہ میرے بھائی اور صاحب ہیں۔ [۷]

قرآنی علوم میں آپ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم سے ماہر تھے۔ آپ سے 104 احادیث مروی ہیں۔ آپ علم انساب وتاویل میں ماہر تھے آپ ہی وہ واحد خلیفہ راشد ہیں جو اپنے والد کی حیات میں مسلمانوں کے خلیفہ بنے اور آپ ہی وہ خلیفہ تھے جن کے وصال کے بعد ان کے والد وارث بنے۔ [۸] آپ کو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سسر ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ آپ کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رفیقہ حیات تھیں۔ [۹]

امتیازی شرف

شیخ ولی الدین صاحب مشکوٰۃ فرماتے ہیں کہ یہ شرف آپ ہی کو ملا کہ آپ خود بھی صحابی تھے آپ کے والدین بھی صحابی تھے اور آپ کے بیٹے اور پوتے بھی صحابی تھے۔ [۱۰]

---

۱ (البدایہ والنہایہ، ج۵ ص۳۶) ۲ (بخاری، ج۱ ص۵۱۶) ۳ (بخاری، ج۱ ص۵۱۸)

۴ (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج۲ ص۲۵۶، الاصابہ، ج۲ ص۳۴۴) ۵ (الاصابہ، ج۲ ص۳۴۴)

۶ (الاستیعاب، ج۲ ص۲۵۷) ۷ (بخاری، ج۱ ص۶۷، مسلم، ج۲ ص۲۷۳، ترمذی، ج۲ ص۲۰۶)

۸ (تاریخ الخلفاء، ص۴۱) ۹ (بخاری، ج۱ ص۵۳۲) ۱۰ (الاکمال فی اسماء الرجال، بخاری، ج۲ ص۶۷۶)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی دنیاوی زندگی میں ہی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جنّتی قرار دیا۔

نام و نسب

عمر بن خطاب بن نفیل بن عبدالعزیٰ بن ریاح ابن عبداللہ بن قرط بن رزاخ بن عدی بن کعب بن لوی بن غالب القرشی العدوی [1]
آپ کی کنیت ابوالحفص اور لقب فاروق ہے۔ [2] آپ کی والدہ حنتمہ بنت ہاشم بن المغیرہ المخزومیہ ہیں۔ [3]

ولادت

امام نووی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کہا ہے کہ آپ کی ولادت عام الفیل کے تیرہ سال بعد ہوئی۔ [4] ابونعیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی پیدائش فجار اعظم کے چار سال بعد ہوئی۔ اس لحاظ سے آپ کی ولادت سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت سے تیس سال بعد بنتی ہے۔ [5] آپ کا قریش میں ایک ممتاز مقام تھا۔ قریش باہمی جنگوں میں آپ کو اپنا سفیر بنا کے بھیجتے تھے اگر کہیں اظہار فخر کا مقام ہوتا یا رُعب ودبدبہ کی نمائش کرنا چاہتے تو آپ ہی ان کے ترجمان ہوتے تھے۔

---

[1] (اسد الغابہ، ج۴ ص۵۲، الاصابہ، ج۲ ص۵۱۸، تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸) [2] (الاکمال فی اسماء الرجال)

[3] (اسد الغابہ، ج۴ ص۵۲) [4] (تاریخ الخلفاء، ص۱۰۸) [5] (الاصابہ، ج۲ ص۵۱۸)

قبول اسلام

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بارگاہِ ایزدی میں دعا کی:

اللھم اعز الاسلام بابی جھل بن ھشام او بعمر بن خطاب [1]

اے اللہ! اسلام کو ابوجہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کی وساطت سے غلبہ دے۔

یہ دُعا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں قبول ہوگئی۔ خود حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن شدید گرمی کے موسم میں مَیں تلوار لے کر (معاذ اللہ) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کے اِرادے سے نکلا۔ ایک قریشی نے مجھ سے کہا کہ تمہاری بہن اور بہنوئی بھی نئے دین میں داخل ہو چکے ہیں۔ میں ننگی تلوار لے کر بہن کے دروازے پر پہنچا۔ اندر سے قرآن مجید کی تلاوت کی آواز آرہی تھی۔ میری آواز سنتے ہی بہن نے تلاوت بند کردی۔ جب دروازہ کھولا گیا تو میں نے اپنے بہن اور بہنوئی کو خوب پیٹا۔ تھوڑی دیر بعد جب میرا غصہ ٹھنڈا ہوا تو میں نے کہا، وہ کتاب دِکھاؤ تو سہی جو تم پڑھ رہے تھے۔ طہارت کے بعد جب میں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا شروع کیا۔ الرحمٰن الرحیم پر میں نے عجیب تاثیر محسوس کی۔ میں نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پتا پوچھا تو مجھے بتایا گیا کہ آپ دارارقم میں تشریف فرما ہیں۔ میں وہاں پہنچا دروازہ کھٹکھٹایا۔ میری اسلام دشمنی کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم مجھے دیکھ کر پریشان ہوئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا، دروازہ کھولو۔ میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا، اے عمر! اسلام قبول کرلے اور آپ نے یہ دعا کی، اے اللہ! عمر کو ہدایت عطا فرما۔ میں نے یہ پڑھنا شروع کیا، اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمّد رسول اللّٰہ۔ مسلمانوں نے یہ سنتے ہی گونج دار آواز سے نعرۂ تکبیر بلند کیا جس کی گونج مکہ شریف میں دُور دُور تک سنائی دی۔ [2]

آپ سے پہلے ایک عورت اور اُنتالیس مرد اسلام قبول کر چکے تھے۔ آپ نے چالیسویں نمبر پر اسلام قبول کیا۔ [3]

محمد بن جریر الطبری کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب اسلام قبول کیا تو اس وقت پینتالیس مرد اور اِکیس عورتیں اسلام قبول کر چکی تھیں۔ [4] بہرحال آپ سابقون اولون میں سے ہیں۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو یہ آیت نازِل ہوئی:

یایھا النبی حسبک اللّٰہ و من اتبعک من المؤمنین [5]

اے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)! تجھے اللہ تعالیٰ اور تمہارے متبعین مومنین کافی ہیں۔ [6]

---

[1] (ترمذی، ج۲ص۲۰۹، مشکوٰۃ ص۵۵۷، تاریخ الخلفاء، ص۱۰۹) [2] (ملخصاً از اسد الغابہ، ج۴ص۵۴، ۵۵) [3] (تاریخ الخلفاء، ص۱۰۹)

[4] (تاریخ طبری، ج۳ص۲۷۰) [5] (پ۱۰۔ سورۂ انفال) [6] (تفسیر روح المعانی، ج۶ص۳۰، جمل، ج۲ص۲۵۴)

فاروق

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ آپ کو فاروق کیوں کہا جاتا ہے؟ تو آپ نے اپنے اسلام قبول کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہا کہ مجھ سے قبل حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام قبول کر چکے تھے جب میں نے اسلام قبول کر لیا تو میں نے کہا، جب ہم حق پر ہیں تو پھر اختفاء کیسا ہے؟ لہٰذا ہم سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ دو صفوں میں نکلے۔ دارارقم سے چلے تو ایک صف میں مَیں تھا اور ایک میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ جب کُفار نے مجھے اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیکھا تو مرعوب ہوگئے۔ اس دن سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے فارق کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ میرے سبب سے حق و باطل میں فرق کر دیا۔ [۱]

ھجرت

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام نے مسلمانوں کو نیا جوش و جذبہ فراہم کیا۔ جب سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کا حکم فرمایا تو اس بطل جلیل کی ہجرت کا انداز ہ بھی نرالا تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، تمام لوگوں نے خفیہ طور پر ہجرت کی مگر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اعلانیہ ہجرت کی۔ آپ آلاتِ حرب سے لیس ہو کر کعبہ شریف کی طرف گئے وہاں قریش کے سردار بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے بڑے اطمینان سے طواف بیت اللہ کیا۔ پھر عالم کفر کو للکارتے ہوئے کہا، جو چاہتا ہے کہ اس کی ماں اس کو روئے اس کے بچے یتیم ہو جائیں اور اس کی بیوی بیوہ ہو جائے وہ اس وادی کے باہر مجھ سے ملے۔ [۲]

محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، اسلام لانے سے قبل میں حضور علیہ السلام کا شدید دشمن تھا لیکن میں نے جب اسلام قبول کر لیا فما فی الارض نسمۃ احب الی من نسمۃ رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم تو روئے زمین پر کوئی چیز (روح) مجھے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبوب نہیں ہے بلکہ ہر شے سے آپ مجھے محبوب ہیں۔ [۳]

خدا تعالیٰ کی شان دیکھئے کہ ایک وہ وقت تھا کہ جب عمر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے قتل کی نیت سے گھر سے نکلے تھے (معاذ اللہ) لیکن ایک وہ وقت تھا کہ جب سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا تو یہ محبّ اپنے محبوب سے فراق کی خبر سننے کو بھی تیار نہیں تھا۔ آپ تلوار لے کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا...... جس نے کہا، اللہ کے نبی فوت ہو گئے ہیں میں اس کی گردن اُڑا دوں گا۔ [۴]

---

۱ (الاکمال فی اسماء الرجال) ۲ (ملخصاً از اسد الغابہ، ج ۴ ص ۵۸) ۳ (الاکمال فی اسماء الرجال) ۴ (بخاری، ج ۱ ص ۵۱۷)

غزوات میں کردار

آپ گردن کفر وشرک پر شوکت اسلام کی ایک ننگی تلوار تھے۔آپ نے غزوہ بدر، اُحد، خندق، بیعت رضوان، فتح خیبر، فتح مکہ، حنین اور دیگر تمام مشاہد میں اپنی جوانمردی کے جوہر دکھائے۔ [۱]

جنگِ اُحد میں جب مسلمانوں کو ہزیمت کا سامنا تھا اس وقت بھی جذبۂ فاروقی میں کچھ کمی نہ تھی۔حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جنگِ اُحد کے دِن ابو جہل نے مسلمان فوج کو مخاطب کر کے پوچھا، کیا تم میں محمد (صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم) ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جواب دینے سے منع کردیا تھا۔اسی طرح اس نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما کے بارے میں بھی پوچھا۔جب جواب نہ ملا تو اس نے کہا، یہ بڑے تو قتل ہو چکے ہیں اگر زندہ ہوتے تو جواب دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے آپ کو قابو میں نہ رکھ سکے اور کہا، اے عدو! واللہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ابھی اللہ تعالٰی نے تجھے رُسوا کرنے والے باقی رکھے ہیں۔ابو سفیان نے کہا، اُعل ھبل سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ارشاد پر حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جواب دیا۔اللہ اعلی واجل۔اس نے پھر کہا لنا العزی ولا عزی لکم تو حضور علیہ السلام کے ارشاد پر آپ نے جواب دیا اللہ مولانا ولا مولالکم ۔ [۲]

فراست

آپ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس اُمت کا محدث (صاحب الہام) قرار دیا تھا اور خواب میں اپنے پیالے سے دودھ پلایا اور تعبیر میں فرمایا، یہ علم تھا۔ [۳]

یہی وجہ ہے کہ آپ کی رائے قرآن مجید کی کئی آیات کے موافق ہوئی۔حضرت انس رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا کہ تین باتوں میں میری رائے حکم خداوندی کے موافق ہوئی۔ واتخذوا من مقام ابراھیم مصلی، قل للمومنت یغضضن من ابصارھم الآیہ اور عسی ربہ ان طلقکن الآیہ [۴]

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کہتے ہیں کہ آپ کی رائے بیس سے زائد آیات میں اللہ تعالٰی کے حکم کے موافق ہوئی۔ [۵]

آپ سے ۵۳۹ احادیث روایت کی گئی ہیں۔ [۶]

---

[۱] (اسد الغابہ، ج۴ ص۵۹) [۲] (بخاری، ج۲ ص۵۷۹، مسلم ثانی، ترمذی، ج۲ ص۲۱۰) [۳] (مشکوٰۃ، ص۵۵۷، مسلم ثانی ص۲۷۴)

[۴] (بخاری ثانی ص۶۴۴) [۵] (تاریخ الخلفاء، ص۱۲۲) [۶] (تاریخ الخلفاء، ص۱۰۹)

خلافت

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خواب مصاب جس میں آپ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بہترین طریقے پر ڈول نکالتے دیکھا تھا۔ [1] اس میں دورِ صدیقی کے بعد آپ کی خلافت کا اشارہ ملتا ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب بسترِ مرگ پر تھے تو آپ نے حضرت عثمان، حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور دیگر انصار و مہاجرین رضی اللہ عنہم سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنانے کے بارے میں مشورہ کیا۔ اِنفرادی اور اجتماعی مشورے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ نامزد فرمادیا۔ [2]

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا دور تاریخ اسلام کا ایک سنہری دَور ہے۔ دس سال کے عرصے میں بے سرو سامانی کے عالم میں اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فضل و کرم سے ساڑھے بائیس لاکھ مربع میل کا علاقہ فتح کیا۔ ہندوستان کی سرحدوں سے لے کر شمالی افریقہ تک پرچم اسلام لہرانے لگا۔ [3]

اوّلیات

امیر المؤمنین کے لقب سے سب سے پہلے آپ کو ہی ملقب کیا گیا۔ آپ نے اسلامی تاریخ کی سن ہجرت سے بنیاد رکھی۔ دُرّہ آپ نے ہی اُٹھایا اور اس سے مجرموں کو سزا دی۔ آپ نے دیوان مرتب کروائے اور بہترین دفتری نظام قائم کیا۔ ڈاک، بیت المال اور فوجی چھاؤنیاں آپ کے دور سے شروع ہوئیں۔ آپ نے مردم شماری کروائی نیز نہروں کی کھودائی کے علاوہ پیمائش اراضی بھی کروائی۔

قرآن مجید کی متعدد آیات سے آپ کی عظمت اُجاگر ہوتی ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبانِ اقدس سے متعدد کلماتِ حسنہ آپ کی تعریف میں صادر ہوئے۔ آپ کو سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا سسر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آپ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے عقدِ نکاح میں تھیں۔ آپکو حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد ہونے کا بھی شرف ملا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی صاحبزادی حضرت اُمِ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

وفات

آپ ۲۳ ہجری ۲۶ ذوالحج بدھ کے دِن شہید ہوئے۔ آپ فجر کی جماعت کرا رہے تھے کہ مغیرہ بن شعبہ کے غلام ابولولو فیروز نے آپ کو خنجر کے وار سے شدید زخمی کردیا۔ آپ زخموں کی تاب نہ لا سکے اور آپ کا وصال ہوگیا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

---

[1] (بخاری و مسلم) [2] (صواعق محرقہ، ص ۸۹، اسد الغابہ، ج ۴، ص ۶۹) [3] (مجموعہ از تاریخ ابن جریر، ج ۳، ص ۲۶۹، تاریخ الخلفاء)

حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ

خلیفہ ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہ کو بھی سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے متعدد بار جنت کی خوشخبری ملی۔

نام و نسب

عثمان بن ابی العاص بن اُمیہ بن عبد شمس بن عبد مناف القرشی الاموی۔ عبد مناف میں آپ کا سلسلہ نسب آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ یا ابو عمر بتائی جاتی ہے۔ آپ کی والدہ اروی بنت کریز بن ربیعہ تھی اور آپ کی نانی ام حکیم بیضاء بنت عبد المطلب سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ [1]

ولادت

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں، ولد فی السنۃ السادسۃ من الفیل آپ عام الفیل کے بعد چھٹے سال پیدا ہوئے۔ [2] آپ کا گھرانہ مکہ شریف کا نہایت متمول گھرانہ تھا۔

قبول اسلام

آفتابِ ہدایت کی کرنوں نے بہت ہی جلد آپ کے قلب و ذہن کو منور کر دیا۔ آپ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کی دعوت پر اسلام قبول کر لیا۔ آپ فرمایا کرتے تھے، میں چوتھے نمبر پر اسلام قبول کرنے والا ہوں۔ [3]

ازدواجی زندگی

جب آپ نے اسلام قبول کر لیا تو سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آپ کا نکاح اپنی صاحبزادی حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا سے کر دیا۔ جنگِ بدر کے موقع پر حضرت رقیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا وفات پا گئیں۔ جب مجاہدین غزوہ بدر سے واپس آ رہے تھے اس وقت حضرت رقیہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا وصال ہو چکا تھا۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے پھر اپنی صاحبزادی حضرت اُم کلثوم رضی اللہ تعالٰی عنہا کا نکاح آپ سے کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو حضرت عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ سے یہ فرماتے سنا، لو ان لی اربعین ابنۃ لزوجتک واحدۃ بعد حتی لا تبقی منہن واحدۃ اگر میری چالیس بیٹیاں ہوتیں تو میں یکے بعد دیگرے تمام کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا۔ چونکہ حضور علیہ السلام کی دو صاحبزادیاں آپ کے نکاح میں آئی تھیں، اس لئے آپ کو ذوالنورین کہا جاتا ہے۔ [4]

---

[1] (اسد الغابہ، ج ۳ ص ۳۷۶، تاریخ الخلفاء، ص ۱۴۷، ۱۴۹، الاصابہ، ج ۲ ص ۴۶۲) [2] (تاریخ الخلفاء)

[3] (اسد الغابہ، ج ۳ ص ۳۷۶) [4] (الاکمال فی اسماء الرجال)

ہجرت حبشہ

آپ کو دو ہجرتوں کی سعادت ملی۔ پہلے حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر وہاں سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ [1]

طبرانی نے بروایت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نقل کیا ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، ما کان بین عثمان ورقیہ و بین لوط من مہاجر کہ حضرت لوط علیہ السلام کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اپنی زوجہ سمیت ہجرت کی ہو۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے ایک ضروری وضاحت

ایک مصری نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا، میں تین باتیں پوچھنا چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، پوچھ۔ اس نے کہا، کیا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ اُحد کے دن اپنی جگہ سے ہٹ گئے تھے؟ آپ نے کہا 'ہاں'۔ اس نے کہا، کیا تم جانتے ہو کہ آپ جنگِ بدر سے غائب تھے؟ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا 'ہاں'۔ مصری نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کئے گئے اعتراضات پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید سمجھتے ہوئے اللہ اکبر کہا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، آ، میں تجھے بتاؤں یہ باتیں قابلِ اعتراض نہیں ہیں۔ آپ کا جنگِ اُحد کے دن اپنی جگہ سے ہٹنا اس کے بارے میں تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا، ولقد عفا اللہ عنہم اور آپ کا جنگِ بدر میں حاضر نہ ہونا اس کی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی تیمارداری پر پابند کر دیا تھا اور فرمایا تھا، تمہارے لئے بدریوں والوں حصہ اور اجر ہوگا اور بیعت رضوان میں آپ اس لئے حاضر نہیں تھے۔ صحابہ میں سے اہل مکہ کے نزدیک ان سے زیادہ کوئی دوسرا معزز نہیں تھا اس لئے آپ کو بھیجا گیا اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب بیعت رضوان لی تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بھی بیعت ہوئی کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنا دایاں ہاتھ بائیں پر رکھ کر اسے بیعت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ قرار دیا۔ [3]

---

[1] (بخاری، ج ا ص ۵۴۶) [2] (الصواعق المحرقہ، ص ۱۰۹) [3] (بخاری شریف، ج ا ص ۵۲۳، ترمذی، ج ۲ ص ۲۱۲، مشکوٰۃ شریف، ص ۵۶۲)

انفاق فی سبیل اللہ

اسلام کی ترویج وترقی میں آپ کے مال کا بڑا حصہ ہے۔ جب مسلمان ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو مسلمانوں کی شدید ضرورت کے پیشِ نظر آپ نے بیر رومہ خرید کر مسلمانوں کے نام وقف کردیا۔ [1]

دیگر مواقع کے علاوہ غزوہ تبوک میں آپکے جذبے کا بطریقہ اتم اظہار ہوا جب سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جنگِ تبوک کے اخراجات نمٹانے کیلئے مال اِکٹھا کرنے کیلئے صحابہ علیہم الرضوان کو اُبھار رہے تھے تو آپ نے بارہ سو اونٹ جھولوں اور پالانوں سمیت راہِ خدا میں پیش کردیئے۔ حضرت عبدالرحمٰن بن خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس پیشکش کے بعد سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، ما علی عثمان ما عمل بعد هذه کہ عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کوئی عمل بھی آج کے بعد انہیں نقصان نہیں دے سکتا۔ [2]

غزوات میں شرکت

غزوہ بدر اور بیعت الرضوان کے علاوہ تمام غزوات ومشاہد میں شریک ہوئے۔ ان دونوں میں عدم شرکت کی وجہ بیان کی جا چکی ہے۔

شرم و حیاء

آپ شرم وحیاء کے پیکر تھے۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے زیادہ حیاء والے عثمان ہیں۔ [3]

ایسے ہی ایک مقام پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پوچھنے پر فرمایا، الا استحی من رجل تستحی منه الملائكة کیا میں اس آدمی سے حیاء نہ کروں؟ جس آدمی سے فرشتے بھی حیاء کرتے ہیں۔ [4]

خلافت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری ایام میں فرمایا کہ میں اپنے بعد چھ آدمیوں میں سے کسی ایک کو خلافت کا مستحق سمجھتا ہوں، وہ چھ اصحاب ستہ اہل شوریٰ کہلاتے ہیں۔ وہ آپس میں مشورہ کے بعد کسی ایک کو خلیفہ بنالیں۔ لہٰذا وصال حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد اصحاب ستہ اہل شوریٰ...... حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص (رضی اللہ عنہم) نے باہم مشورے کے بعد اتفاق رائے سے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنالیا اور سب سے پہلے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ [5]

---

[1] (الصواعق المحرقہ، ص ۱۰۹) [2] (ترمذی، ج ۲ ص ۲۱۱، مشکوٰۃ، البدایہ والنہایہ، ج ۵ ص ۴)

[3] (الصواعق محرقہ) [4] (مسلم شریف، ج ۲ ص ۲۷۷) [5] (بخاری، ج ۱ ص ۵۲۴)

اعزازات

حضرت ابوثورفہمی کہتے ہیں کہ جب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ محصور تھے۔ میں آپ کے پاس گیا تو آپ نے فرمایا، مجھے اپنے ربّ کے ہاں دس اعزاز حاصل ہیں:۔

۱......میں نے چوتھے نمبر پر اسلام قبول کیا۔

۲......میں نے جنگِ تبوک کی تیاری میں بھرپور مدد کی۔

۳......سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میرے ساتھ اپنی بیٹی رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کیا جب وہ فوت ہوگئیں تو پھر دوسری بیٹی اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کیا۔(ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ یہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہی پوری کائنات میں شرف ملا کہ ایک ہی نبی کی دو صاحبزادیاں یکے بعد دیگرے ان کے عقد میں آئیں)۔

٤......میں نے فحش کلامی نہیں کی۔

٥......میں نے خواہش پرستی میں وقت نہیں گزارا۔

٦......میں نے جب سے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی ہے، اپنا دایاں ہاتھ اپنی شرم گاہ پہ نہیں لگایا۔

۷......میں نے قبول اسلام کے بعد ہر جمعہ کو بشرطیکہ میرے پاس اتنا مال ہو، غلام آزاد کیا ہے۔ میں نے آج جتنے غلام آزاد کئے ہیں ان کی تعداد تقریباً دو ہزار چار سو ہے۔

۸......میں نے جاہلیت اور نہ ہی اسلام میں زِنا کیا۔

۹......میں نے جاہلیت اور نہ ہی اسلام میں چوری کی۔

۱۰......میں نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دور میں ہی قرآن مجید جمع کر لیا تھا۔ [۱]

شہادت

تاریخ اسلام کا نہایت ہی اندوہناک واقعہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کا واقعہ ہے۔ باغیوں نے آپکے گھر کا محاصرہ کرلیا کئی دِنوں تک پانی بند رکھا، بزرگ صحابہ حج پر گئے ہوئے تھے۔ حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما دروازے پر پہرہ دیتے رہے۔ باغی دِیوار پھلانگ کر اندر داخل ہوئے۔ بدبخت کنانہ بن بشیر نے آپ کو شہید کردیا۔ (ان للہ وانا الیہ راجعون) [۲]

آپ کی عمر ۸۲ سال اور مدت خلافت ۱۲ سال تھی۔ [۳] آپ کی شہادت ۳۵ ہجری ۱۲ ذوالحجہ بروز جمعہ بعداز عصر ہوئی۔ [۴]

قرآن مجید کی متعدد آیات اور سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی متعدد احادیث آپ کے حق میں وارِد ہوئیں۔

---

[۱] (الصواعق المحرقہ، ص ۱۱۱، تاریخ الخلفاء، ص ۱۶۱) [۲] (تاریخ ابن جریر الطبری جز ثالث، ص ۴۲۴)

[۳] (الاکمال فی اسماء الرجال) [۴] (تاریخ الخلفاء، ص ۱۵۶)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فاتح خیبر خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اپنی زندگی ہی میں جنت کی خوشخبری سے نوازے گئے۔

نام و نسب

علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی القرشی۔ آپ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد بن ہاشم تھیں۔ آپ کی کنیت ابوالحسن اور ابوتراب تھی۔ [۱]

ولادت

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے دس سال قبل ہوئی۔ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زیر سایہ آپ کی پرورش ہوئی اور ہمیشہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ رہے۔ [۲]

قبول اسلام

حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اسلام لانے کے ایک دن بعد آپ نے حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اکٹھا نماز پڑھتے دیکھا تو آپ نے پوچھا، یہ کیا ہے؟ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا، یہ وہ دین ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے اور اس کے ساتھ اپنے رسولوں کو مبعوث کیا ہے۔ اے علی! میں تجھے اللہ تعالیٰ اور اس کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یہ ایک نئی بات ہے، مجھے ابو طالب سے مشورہ کر لینے دو۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس بات کو ناپسند فرمایا اور فرمایا، اے علی! اگر تم اسلام قبول نہیں کرنا چاہتے تو خاموش رہو آگے کسی سے بات نہ کرو۔ آپ نے ایک رات ایسے ہی گزاری۔ صبح کو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس اسلام قبول کر لیا۔ [۳]

اس طرح بچوں میں سب سے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کیا۔ قبول اسلام کے وقت آپ کی عمر کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ آٹھ سال، دس سال، پندرہ سال، سولہ سال کی روایات ملتی ہیں۔ [۴] سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نکاح اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ کر دیا۔

---

[۱] (اسد الغابہ، ج۴ص۱۶) [۲] (الاصابہ، ج۲ص۵۰۷) [۳] (اسد الغابہ، ج۴ص۱۶) [۴] (الاکمال فی اسماء الرجال)

ہجرت

ہجرت کی رات جہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف ملا کہ آپ سفر ہجرت میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رفیق تھے وہاں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آپ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہجرت کی رات اپنے بستر پر سلا گئے اور فرمایا جو میرے پاس قریش مکہ کی امانتیں ہیں وہ واپس کر کے مدینہ شریف کی ہجرت کر آنا۔ [۱] چنانچہ آپ نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق عمل کیا۔ جب مدینہ شریف میں مواخات کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کسی کا بھائی نہ بنایا گیا۔ آپ روتے ہوئے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا، آپ نے دوسروں کو آپس میں بھائی بھائی بنا دیا ہے اور مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ اس پر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اے علی! تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔ [۲]

غزوات میں شرکت

آپ جرأت واستقامت کا کوہ ہمالیہ تھے۔ آپ کی شجاعت دیکھ کر عالم کفر کے بڑے بڑے جوانوں کے قدم ڈگمگانے لگے۔

آپ نے جنگ بدر، جنگ اُحد، جنگ خندق، بیعت رضوان اور دیگر تمام مشاہد میں جنگ تبوک کے علاوہ شرکت کی۔ [۳]

جنگ تبوک کے موقع پر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کو مدینہ شریف میں پیچھے نگران بنا کر چھوڑ گئے اور فرمایا انت منی بمنزلة ھارون و موسیٰ تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کیلئے حضرت ہارون علیہ السلام تھے۔ [۴]

حضرت موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور پر جاتے تو قوم میں ہارون علیہ السلام کو خلیفہ بنا کر چھوڑ جاتے۔

فتح خیبر

آپ کی جرأت کا ایک شاہکار فتح خیبر ہے۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، کل میں اس شخص کو جھنڈا دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ خیبر فتح کرے گا۔ وہ آدمی اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس سے محبت کرتے ہیں۔ لوگ ساری رات سوچتے رہے کہ جھنڈا کس کو دیا جاتا ہے ہر ایک کی خواہش یہ تھی کہ جھنڈا مجھے دیا جائے۔ صبح ہوئی لوگ اِکٹھے ہوئے تو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے جواب دیا، ان کی آنکھیں خراب ہیں۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں بلا بھیجا اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں میں لعابِ دہن لگایا اور دُعا کی، اُن کی آنکھیں بالکل دُرست ہوگئیں۔ آپ نے جھنڈا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ میں دیا۔ جلد ہی خیبر فتح ہوگیا۔ [۵]

---

[۱] (اسد الغابہ، ج ۴ ص ۱۹) [۲] (ترمذی، ج ۲، ص ۲۱۴، مشکوٰۃ ص ۵۶، اسد الغابہ، ج ۴ ص ۱۶) [۳] (اسد الغابہ، ج ۴ ص ۱۶)
[۴] (مشکوٰۃ ص ۵۶۳) [۵] (بخاری، ج ۱ ص ۵۶۵، مسلم، ج ۲ ص ۲۷۸، ترمذی، ج ۲ ص ۲۱۳، الاصابہ، ج ۲ ص ۵۰۹)

وفد نجران

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نجران والوں کیساتھ مباہلہ کا حکم آیا تو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرت حسن اور حضرت حسین (رضی اللہ عنہم) تھے۔ [۱]

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ایک چادر میں لے کر فرمایا، اے اللہ! یہ میرے اہل بیت ہیں، ان سے رِجس کو دُور کردے۔ [۲]

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت کو نہایت اہم قرار دیا۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صرف مومن ہی محبت کرتا ہے اور منافق ہی ان سے بغض رکھتا ہے۔ [۳]

خلافت

آپ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چوتھے خلیفہ ہیں۔ ابو محمد اسماعیل بن علی کہتے ہیں، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد ۳۵ ہجری کو ذوالحجہ میں مسجدِ نبوی میں آپ کو خلیفہ بنایا گیا اور آپ کے دورِ حکومت میں حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کے مسئلے پر اسلامی تاریخ کی نہایت افسوس ناک جنگیں لڑی گئیں۔

شہادت

عبدالرحمٰن بن ملجم نے چالیس ہجری ۱۷ رمضان المبارک جمعہ کے دن صبح کے وقت آپ پر حملہ کیا اور آپ کو شہید کیا۔ بعض روایات میں ۱۹ رمضان المبارک کو حملہ ہوا اور تین دن بعد آپ شہید ہوئے۔ (ان للہ وانا الیہ راجعون) آپ کے صاحبزادگان امام حسن، امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور حضرت عبداللہ بن جعفر نے آپ کو غسل دیا اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی خلافت کی کل مدت چار سال نو مہینے اور کچھ دن ہے۔ بہت آیات اور احادیث آپ کی فضیلت کی مظہر ہیں اور سینکڑوں حدیثیں آپ سے مروی ہیں۔

---

۱ (تفسیر ابن کثیر، ج ۱ص ۳۷۹، روح المعانی، ج ۳ص ۱۸۸، الاصابہ، ج ۲ص ۵۰۹)

۲ (اسد الغابہ، ج ۴ص ۲۹-۳۱) ۳ (ترمذی، ج ۲ص ۲۱۳)

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جانثار رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت **طلحہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے **عشرہ مبشرہ** میں لیا۔

نام و نسب

طلحہ بن عبید اللہ بن عثمان بن عمرو بن کعب بن اسد بن تمیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب فہر بن مالک بن کنانہ القرشی التیمی۔

آپ کی والدہ صعبہ بنت عبداللہ بن مالک تھیں۔آپ کی کنیت ابومحمد تھی۔ [1]

قبول اسلام

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر مسلمان ہوئے۔آپ کا شمار بھی سابقون اولون میں ہوتا ہے۔

جب آپ نے اسلام قبول کیا تو نوفل بن خویلد نے آپ کو اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو ایک ہی رسّی میں باندھ دیا۔

اسی لئے حضرت طلحہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما کو قرینان کہا جاتا ہے بعض کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ کے بھائی عثمان بن عبیداللہ نے آپ دونوں کو نماز سے اور دین اسلام سے روکنے کیلئے باندھ دیا تھا۔ [2] آپ کا شمار بیک وقت عشرہ مبشرہ اور اسلام لانے میں جن حضرات نے سبقت کی ان میں ہوتا ہے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصحاب ستہ اہل شوریٰ میں آپ کو بھی نامزد کیا جن سے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تا وصال راضی رہے۔ [3]

مواخات

قبل از ہجرت مکہ شریف میں سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما میں مواخات قائم کی۔

ہجرت کے بعد آپ اور حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے درمیان مواخات قائم کردی۔ [4]

آپ نے بدر کے علاوہ تمام جنگوں میں شرکت کی۔ [5]

غزوات میں شرکت

جنگِ بدر میں اس لئے شریک نہ ہوسکے کہ سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شام کی طرف ابوسفیان کے ساتھ آنے والے قریش کے تجارتی قافلے کی خبر لینے کیلئے بھیجا تھا۔آپ ابھی واپس نہ لوٹے تھے کہ جنگِ بدر لڑی گئی۔

---

[1] (اسد الغابہ، ج ۳ص ۵۹) [2] (اسد الغابہ) [3] (الاصابہ، ج ۲ص ۲۳۹) [4] (اسد الغابہ) [5] (الاکمال فی اسماء الرجال)

جنگِ اُحد اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانثاری

جنگِ اُحد کہ جب اسلامی فوج میں بھگدڑ مچ گئی تھی حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُس وقت بھی اپنے محبوب کے ساتھ رہے۔

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں، رایت ید طلحة شلاء و قی بها النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یوم احد میں نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ زخموں کی وجہ سے شل دیکھا آپ نے اس ہاتھ سے یوم احد کو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کی تھی۔ [1]

کرمانی کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے رہے اور اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے ڈھال بنا کے رکھا۔ یہاں تک کہ آپ کو اسّی سے زائد زخم آئے۔ ہاتھ سے بھی ضرب کو روکا تو شل ہوگیا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، طلحہ کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ [2]

ابن الاثیر کہتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر یوم احد کو سخت آزمائش تھی۔ آپ اپنے جسم پر تیر کھاتے رہے مگر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کی۔ ہاتھ سے تیروں کو روکا ہاتھ شل ہوگیا۔ سر زخمی ہوگیا۔ آپ نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیٹھ پر اُٹھایا اور پہاڑ پر چڑھ گئے۔ [3]

حضرت موسیٰ بن طلحہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، سمانی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یوم احد طلحة الخیر و یوم العسرة طلحة الفیاض و یوم حنین طلحة الجود سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یوم احد کو طلحۃ الخیر، جنگ تبوک کے دن طلحۃ الفیاض اور جنگ حنین کے دن طلحۃ الجود کا نام دیا تھا۔ [4]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگِ اُحد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے، ذلك یوم كله لطلحة یوم احد تو مکمل طلحہ کا دن تھا۔

نوٹ...... ابن سعد نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کی وجہ بیان کرتے ہوئے یہ بات نقل کی ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بیٹے محمد سے خود بیان کیا کہ میں بصرہ کے بازار میں تجارت کیلئے گیا ہوا تھا۔ ایک راہب جو گرجے میں رہتا تھا اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کوئی اہل حرم سے یہاں آیا ہے؟ میں نے کہا، میں اہل حرم سے ہوں۔ اس نے کہا، وہاں کسی کا ظہور ہوا ہے؟ میں نے کہا، کس کا؟ اس نے کہا، عبداللہ بن عبدالمطلب کے بیٹے کا۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں نبی آخرالزمان اعلانِ نبوت کریں گے۔ بس جلدی مکہ شریف پہنچا۔ لوگوں نے پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت کیا ہے اور ابوقحافہ کے بیٹے (صدیق) نے ان کی تائید کی ہے۔ میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ساتھ لے کر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گیا اور اسلام قبول کرلیا۔ [5]

---

[1] (بخاری، ج ۱ ص ۵۲۷، بخاری، ج ۲ ص ۵۸۱) [2] (حاشیہ سہارنپوری، بخاری، ص ۵۲۷) [3] (اسد الغابہ، ج ۳ ص ۵۹)
[4] (اسد الغابہ، ج ۳) [5] (الاصابہ، ج ۲ ص ۲۲۹)

ایک عجیب اتفاق

حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار اَزواج سے نکاح کیا۔ چاروں ہی سیّد عالم حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سالیاں تھیں۔ ان میں حضرت اُم کلثوم بنت ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں۔ حضرت حمنہ بنت جحش جو کہ حضرت زینب بن جحش کی بہن تھیں۔ حضرت رُقیہ بنت اُمیہ جو کہ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں اور بارعہ بنت ابی سفیان جو کہ حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بہن تھیں۔ [۱]

آپ کثیر الشعر تھے آپ کے بال نہ زیادہ گنگھر یالے اور نہ ہی زیادہ سیدھے تھے۔ [۲]

وفات

۳۶ ہجری میں جنگ جمل میں آپ مروان بن حکم کا تیر لگنے کی وجہ سے ۶۳ سال کی عمر میں جمعرات کے دن وفات پا گئے۔ آپ کو بصرہ میں دفن کیا گیا۔ آپ سے بہت زیادہ احادیث مروی ہیں۔ محدثین کی ایک جماعت آپ کی شاگرد ہیں۔ [۳]

---

[۱] (الاصابہ، ج۲، ص۲۳۰) [۲] (الاکمال فی اسماء الرجال) [۳] (الاکمال فی اسماء الرجال)

حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ

عظیم مجاہد حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔

نام و نسب

زبیر بن عوام بن خویلد بن اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی القرشی الاسدی۔ آپ کی والدہ حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ تعالی عنہا آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی پھوپھی لگتی تھیں۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پھوپھی زاد اور حضرت خدیجہ زوجۂ رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے بھانجے لگتے تھے۔ آپکی کنیت ابوعبداللہ تھی۔ [1]

قبول اسلام

آپ سابقون اولون میں سے ہیں۔ آپ کے قبول اسلام کے وقت آپ کی عمر کے بارے میں ۸، ۱۲، ۱۵ اور ۱۶ سال کی روایت ملتی ہیں۔ آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ کے بعد جلد ہی اسلام قبول کرلیا تھا۔ آپ چوتھے یا پانچویں مسلمان ہیں۔ [2]

حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ کا چچا آپ کو چٹائی میں لٹکا کر دھواں دیتا تھا تا کہ آپ اسلام چھوڑ دیں مگر حضرت زبیر رضی اللہ تعالی عنہ نے ایمان کی حلاوت کو پالیا تھا، اس لئے تکلیفیں برداشت کرتے رہے مگر کفر کی طرف نہ پلٹے۔ [3]

ہجرت و مواخات

آپ کو بھی دو ہجرتوں کا شرف نصیب ہوا۔ آپ نے مکہ شریف سے حبشہ کی طرف اور پھر حبشہ سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ جب آپ مکہ شریف میں تھے تو اس وقت سیّد عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے آپ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کو آپس میں بھائی بنایا اور جب آپ ہجرت کر کے مدینہ شریف پہنچے تو پھر آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے آپ اور حضرت سلمہ بن سلام انصاری کے درمیان مواخات قائم کی۔ [4]

---

[1] (اسدالغابہ، ج ۲ ص ۱۹۶) [2] (اسدالغابہ، ج ۲) [3] (الاصابہ، ج ۱ ص ۵۴۵) [4] (اسدالغابہ، ج ۱ ص ۱۹۷)

غزوات میں شرکت

آپ نے جنگ بدر، جنگ اُحد، جنگ خندق، فتح مکہ، جنگ حنین اور دیگر تمام مشاہد میں شرکت کی۔ آپ نے ہی سب سے پہلے اللہ تعالٰی کے راستے میں تلوار سونتی۔ ؎۱ اس لئے کہ جب سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی مکی زندگی کا دور تھا تو یہ خبر پھیل گئی کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو کفار نے پکڑ لیا ہے۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے جونہی یہ خبر سنی تو تلوار لے کر اعلٰی مکہ کی طرف دوڑے۔ جب آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا، زبیر تم کیسے آئے؟ حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے تمام قصہ بیان کیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بڑے خوش ہوئے۔ آپ کیلئے اور آپ کی تلوار کیلئے دعا کی۔ ؎۲

جنگ بدر میں کفار کی چیر پھاڑ کرنے کی بناء پر آپ کی برچھی کو تاریخی حیثیت حاصل ہوئی۔ حضرت عروہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یوم بدر کو میرا آمنا سامنا اسلحہ سے لیس عبیدہ بن عاص کافر سے ہوا۔ میں نے اسکی آنکھ میں برچھی ماری۔ ہشام کہتے ہیں کہ آپ نے کہا، میں نے اس کے جسم پر قدم رکھ کر دونوں ہاتھوں سے برچھی کھینچی، بڑی مشکل سے جب برچھی باہر نکلی تو اسکے دونوں کنارے پھر (کند ہو) چکے تھے۔ یہ تاریخی برچھی حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے مانگی۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے آپ کو برچھی دے دی۔ اسی طرح یہ برچھی حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی (رضی اللہ عنہم) کے پاس نوبت بنوبت رہی۔ پھر اولاد علی رضی اللہ عنہم سے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ نے لی۔ جس وقت ۷۳ ہجری آپ حجاج کے مقابلہ میں شہید کئے گئے اس وقت یہ برچھی آپ کے پاس ہی تھی۔ ؎۳

حضرت عروہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کہتے ہیں کہ حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کو کندھے پر تین ضربیں آئی تھیں، وہ گہری تھیں۔ میں ان میں اپنی اُنگلیاں ڈالا کرتا تھا۔ دو ضربیں جنگ بدر کے دن اور ایک جنگ یرموک کے دن آئی تھی۔ ؎۴

جنگِ اُحد کے دن آپ نے زرد عمامہ کے ساتھ اعتجار (ڈھاٹا کہ سر اور منہ کو آنکھوں کے علاوہ چھپالے) کیا ہوا تھا کہا جاتا ہے کہ اس جنگ میں فرشتے بھی حضرت زبیر رضی اللہ تعالٰی عنہ کی ہیئت میں نازل ہو رہے تھے۔ ؎۵

جنگِ اُحد میں بھی آپ کی شجاعت کی داستانیں قابل فخر ہیں۔ آپ ان وفا شعاروں میں سے تھے جو جنگِ احد کے دن بھی آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ میدان میں ثابت قدم رہے۔ ؎۶

؎۱ (آمانی الاحبار شرح معانی الآثار، ج ۱ ص ۴۷۲) ؎۲ (اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۹۷) ؎۳ (بخاری، ج ۲ ص ۵۷۰)

؎۴ (بخاری، ج ۲ ص ۵۶۶، الاصابہ، ج ۱ ص ۵۴۵) ؎۵ (اسد الغابہ، ج ۲ ص ۱۹۷، الاصابہ، ج ۱ ص ۵۴۵)

؎۶ (الاکمال فی اسماء الرجال، ص ۵۹۵)

جنگ قریظہ کے دن آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہمیں قوم کی خبر کون لا کے دے گا؟ جب آپ واپس آئے تو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کیلئے **فداک ابی وامی** کے الفاظ ارشاد فرمائے۔ [۱]

جنگ خندق کے روز بھی آپ کا کردار ممتاز تھا۔

عن ابن المنکدر قال سمعت و جابر یقول قال رسول اللہ ﷺ من یاتینا بخبر القوم فقال الزبیر انا ثم قام من یاتینا بخبر القوم فقال الزبیر انا قال ان لکل نبی حواریا و ان حواری الزبیر

خلاصہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا کہ قوم کی خبر کون لا کے دے گا؟ تینوں بار حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا، میں لاؤنگا۔ اس پر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر نبی کا ایک نہایت مخلص خاص ہوتا ہے میرے لئے وہ زبیر ہے۔ [۲]

فتح مکہ کے دن مصطفوی پرچم آپ کے ہاتھ میں ہی تھا۔ [۳]

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں جب شام میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ یرموک لڑی جا رہی تھی جس میں رومیوں کی سات لاکھ فوج تھی۔ حضرت عروہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ یرموک کے دن تمام اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ تم آگے ہو کر حملہ کرو، ہم تمہارے ساتھ ہوں گے تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آگے بڑھ کر حملہ کیا۔ آپ کا مونڈھا شدید زخمی ہو گیا۔ [۴]

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان اصحاب ستہ اہل شوریٰ میں سے تھے، جن کے بارے میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دُنیا سے رُخصت ہونے تک ان سے راضی تھے۔ [۵]

وصال

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنگ جمل میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو علیحدہ کر کے آپ سے ایک بات کہی، جس کی بناء پر آپ جنگ سے واپس لوٹے۔ [۶] لیکن وادی سباع میں آپ شدید قاتلانہ حملہ کے نتیجے میں فوت ہو گئے۔ آپ کی عمر اس وقت ۶۷ سال تھی۔ آپ ۱۰ جمادی الآخر یوم جمل ۳۶ ہجری کو فوت ہوئے۔ آپ کا مزار وادی سباع علاقہ بصرہ میں ہے۔ (ان اللہ وانا الیہ راجعون) [۷]

---

[۱] (بخاری، ج۱ص۵۲۷، اسد الغابہ، ج۲ص۱۹۷) [۲] (بخاری، ج۲ص۱۹۰) [۳] (بخاری، ج۲ص۶۱۳)

[۴] (بخاری، ج۱ص۵۲۷) [۵] (الاصابہ، ج۱ص۵۴۵) [۶] (الاصابہ، ج۱ص۵۴۶)

[۷] (ارشاد الساری شرح بخاری، ج۶ص۱۲۳، الاصابہ، ج۱ص۵۴۶، اسد الغابہ، ج۲ص۱۶۶)

حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محور بصیرت حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی دنیاوی زندگی میں ہی جنتی قرار دیے گئے۔

نام و نسب

عبدالرحمٰن بن عوف بن عبدعوف بن عبدالحارث بن زہرہ بن کلاب بن مرہ القرشی الزہری۔ عہد جاہلیت میں آپکا نام عبدعمرو تھا۔ بعض روایات میں عبد الکعبہ بھی آیا ہے۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کا نام عبدالرحمٰن رکھا۔ آپ کی کنیت ابو محمد تھی۔

آپ کی والدہ کا نام شفاء بنت عوف بن عبد بن حارث بن زہرہ تھا۔ [۱]

ابوالفضل احمد بن علی بن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کی والدہ کا نام صفیہ بتایا ہے اور کہا ہے بعض روایات میں صفا اور بعض میں شفاء بھی ہے۔ [۲]

قبول اسلام

آپ کی ولادت عام الفیل کے دس سال بعد ہوئی۔ [۳]

خد و خال کے لحاظ سے آپ لمبے قد کے باریک جلد والے سرخی مائل سفید رنگ والے اور موٹی ہتھیلیوں والے تھے۔ [۴]

آپ کا شمار مقدس شخصیات میں ہوتا ہے جنہوں نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد جلد ہی اسلام قبول کرلیا۔ ابھی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دار ارقم میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ ان حضرات میں سے ہیں جنہوں نے قبول اسلام میں جلدی کی اور ان پانچ حضرات میں سے ہیں جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ [۵] قبول اسلام کے بعد آپ نے اسلام کی ترویج واشاعت کیلئے کمر ہمت باندھ لی۔

---

[۱] (اسد الغابہ، ج۳ ص۳۱۲) [۲] (الاصابہ، ج۲ ص۴۱۶) [۳] (الاصابہ، ج۲ ص۴۱۱، اسد الغابہ، ج۳ ص۳۱۲)

[۴] (الاکمال، ص۶۰۳) [۵] (اسد الغابہ، ج۳ ص۳۱۲)

ہجرت حبشہ و مدینہ

آپ کو بھی دو ہجرتوں کا شرف حاصل ہوا۔ پہلے مکہ شریف سے حبشہ کی طرف اور پھر حبشہ سے مدینہ شریف کی طرف۔ جب آپ مدینہ شریف پہنچے تو سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آپ اور حضرت سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالٰی عنہ کے درمیان مواخات قائم کی۔ آپ کے انصاری بھائی نے آپ سے کہا کہ میں اپنا آدھا مال تجھے دیتا ہوں اور میری دو بیویوں میں سے جسے پسند کرتے ہوا سے تمہارے لئے چھوڑتا ہوں، اس کی عدت گزرنے کے بعد اس سے نکاح کر لینا۔ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے کہا کہ اللہ تعالٰی آپ کے اہل وعیال میں برکت کرے، مجھے ضرورت نہیں ہے آپ مجھے مدینہ شریف کے بازار کا پتادیں جہاں میں تجارت کروں۔ [۱]

غزوات میں شرکت

آپ نے جنگ اُحد، جنگ بدر، جنگ خندق اور دیگر تمام مشاہد میں شرکت کی۔ [۲] جنگِ اُحد کے دن آپکا شماران جانثاروں میں ہوا جو سخت مشکل کے وقت بھی آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کیساتھ ثابت قدم رہے۔ [۳] کہا جاتا ہے کہ آپ کو اس دن اِکیس زخم آئے۔ پاؤں میں زخم آنے کی وجہ سے اعرج ہو گئے۔ [۴] غزوہ دومۃ الجندل میں آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اپنے ہاتھوں سے آپ کے سر پر عمامہ باندھا۔ آپ کو اس مہم میں شاندار فتح نصیب ہوئی۔ [۵]

ایک عظیم شرف

جمیع اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالٰی عنہ کے علاوہ ایک شرف صرف حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کو ہی ملا کہ سفر میں سرورِ کون ومکان صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ امام نسائی رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے یہ حدیث بروایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نقل کی ہے۔ [۶]

انفاق فی سبیل اللہ

معمر زہری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دَور میں پہلے ایک بار اپنے کل مال کا نصف حصہ چار ہزار دِینار اللہ تعالٰی کے راستے میں دیئے۔ اس کے بعد دو مرتبہ چالیس چالیس ہزار اللہ تعالٰی کے راستہ میں خرچ کئے، پھر پانچ سو گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ کیلئے دے دیئے۔ [۷]

امام بخاری رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی تاریخ میں بطریق زہری نقل کیا ہے کہ آپ نے وصال کے وقت چار ہزار دِینار صدقہ کرنے کی وصیت کی تھی۔ حضرت ابی سلمہ رضی اللہ تعالٰی عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالٰی عنہ نے اُمہات المؤمنین رضی اللہ عنہن کیلئے ایک باغ کی وصیت کی تھی جو چالیس ہزار دِینار کے عوض فروخت کیا گیا۔ [۸]

---

[۱] (اسدالغابہ، ج۳۔ بخاری، ج۲) [۲] (الاصابہ، ج۲ص۴۱۶، اسدالغابہ، ج۳ص۳۱۳) [۳] (الاکمال، ص۶۰۳)

[۴] (الاصابہ، ج۲) [۵] (اسدالغابہ، ج۳ص۳۱۴) [۶] (نسائی شریف، ص۳۰، اسدالغابہ، ج۳ص۳۱۶)

[۷] (اسدالغابہ، ج۲ص۳۱۶) [۸] (ترمذی، ج۲ص۳۱۶)

احتساب نفس

آپ کا پیشہ تجارت تھا، جس سے آپ کو بڑا منافع ہوا لیکن دولت کی فراوانی غفلت وعیش کا سبب نہ بن سکی بلکہ اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے حقوق مال ادا کیئے۔ماضی کے واقعات سامنے رکھ کر احتساب نفس کیا کرتے تھے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ وقتِ افطار حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے کھانا رکھا گیا تو آپ نے فرمایا، مصعب بن عمیر شہید کئے گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے ان کو ایک چادر میں کفن دیا گیا اگر ان کا سر ڈھانپا جاتا توان کے قدم ننگے ہوجاتے اور اگر ان کے قدم ڈھانپے جاتے تو ان کا سر ننگا ہوجاتا۔راوی کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ آپ نے یہ بھی کہا اور حضرت حمزہ شہید کئے گئے حالانکہ وہ مجھ سے بہتر تھے۔پھر ہمارے لئے دنیا پھیلادی گئی اور بہت سا مال ہمیں عطا کیا گیا، ہمیں ڈر لگتا ہے کہ کہیں ہماری نیکیاں ہم سے ضبط کرلی جائیں (یعنی دنیاوی نعمتوں کی صورت میں ہماری نیکیوں کا بدلہ دنیا میں ہی پورا نہ ہوجائے) پھر آپ نے رونا شروع کردیا یہاں تک کہ کھانا چھوڑ دیا۔ [1]

کلمات ثناء

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا،

عبد الرحمٰن بن عوف امین فی السماء و امین فی الارض

عبدالرحمٰن بن عوف آسمان بھی امین ہیں اور زمین میں بھی امین ہیں۔

نیز سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا، جو میرے وصال کے بعد میری ازواج کی حفاظت کرے گا وہ صادق ہوگا تو وہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی تھے جو ازواج مطہرات رضی اللہ عنھن کیساتھ سفر میں جاتے ان کیساتھ حج کیلیئے جاتے اور دیگر مشکل مواقع میں ان کی خدمت کیلیئے حاضر رہتے۔ [2]

---

[1] (بخاری، ج۲ص۵۷۹، اسد الغابہ، ج۳ص۳۱۶) [2] (الاصابہ، ج۲ص۴۱۸)

فراست

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے آخری ایام میں چھ آدمیوں کو خلافت کی شوریٰ کے طور پر نامزد کیا کہ انہیں میں سے انہیں کے مشورہ کے ساتھ میرے بعد خلیفہ بنالیا جائے۔ اب ان میں ایک آدمی کا بطورِ خلیفہ انتخاب نہایت اہم اور نازک امر تھا۔ اس موقع پر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فراست نے واضح اور سنہری کردار ادا کیا۔ آپ نے باقی اصحابِ شوریٰ کو مخاطب کر کے کہا کہ تین آدمیوں کو اپنا امر سونپ دو کہ چھ میں سے رائے دینے کا اختیار دے دیا۔

حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں نے اپنی رائے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کرتا ہوں۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میری طرف سے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اختیار ہے۔ پھر حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عثمان اور حضرت علی رضی اللہ عنہما سے سوال کیا، جس کے جواب میں دونوں نے آپ کو اختیار دیا کہ آپ جسے چاہیں خلیفہ نامزد کریں۔ آپ نے پہلے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا قرب اور قدم فی الاسلام دیا ہے۔ آپ اس بات پر میرے ساتھ عہد کریں کہ اگر میں آپ کو امیر بنا دوں تو آپ عدل کریں گے اور اگر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بناؤں تو آپ ان کی اطاعت کریں گے۔ پھر ایسے ہی کلمات حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہے۔ جب دونوں سے میثاق لے لیا تو پھر آپ نے عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہاتھ بلند کیجئے۔ آپ نے سب سے پہلے حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت خلافت کی اور پھر دوسرے لوگوں نے کی۔ [1]

وصال

۷۲ سال کی عمر میں ۳۲ یا ۳۳ ہجری میں آپ کا وصال ہوا۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون)

آپ کے جنازہ کو اُٹھانے والوں میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ [2]

---

[1] (ملخصاً از بخاری، ج ۱ ص ۵۲۴) [2] (الاکمال، الاصابہ، ج ۲)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عظیم جرنیل حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان سے جنت کی بشارت ملی۔

نام و نسب

سعد بن مالک (ابی وقاص) بن اہیب بن عبد مناف بن زہرۃ بن کلاب القرشی الزہری۔ [۱] آپ کی کنیت ابو اسحاق تھی۔ آپ کی والدہ کا نام ابن الاثیر نے حمنہ بنت سفیان بن امیہ نقل کیا ہے۔ [۲] جبکہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے الاصابہ میں حمزہ بن سفیان بن امیہ اور فتح الباری میں حمنہ بنت سفیان ہی نقل کیا ہے۔ [۳] شاید الاصابہ میں کاتب کی غلطی ہو۔

قبول اسلام

آپ بھی سابقون اولون میں سے تھے۔ سترہ سال کی عمر میں آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ بعض روایات کے مطابق آپ نے تیسرے، بعض کے مطابق چوتھے اور بعض کے مطابق چھٹے نمبر پر اسلام قبول کیا۔ [۴] امام بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے باب اسلام سعد اور باب مناقب سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں یہ حدیث نقل کی ہے کہ حضرت سعید بن میسّب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے سنا:

ما اسلم احد الا فی الیوم الذی اسلمت فیه و لقد مکثت سبعة ایام و انی لثلث السلام

جس دن میں نے اسلام قبول کیا اس دن تک کسی اور نے اسلام قبول نہیں کیا تھا۔

میں نے اعلانِ نبوت کے بعد صرف سات دِن توقف کیا اور میں نے تیسرے نمبر پر اسلام قبول کیا۔ [۵]

آپ کی رائے کے مطابق جن دو نفوس نے آپ سے قبل اسلام قبول کیا انہوں نے بھی آپ کے اسلام قبول کرنے کے دن ہی اسلام قبول کیا۔ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مختلف روایات میں تطبیق دیتے ہوئے کہا ہے کہ آپ کا یہ قول آپ کی اِطلاع اور علم پر محمول ہے۔ آپکے علم کے مطابق آٹھویں دن ہی دو نفوس نے آپ سے قبل اسلام قبول کیا۔ نفس الامر میں اس سے کئی روز پہلے متعدد نفوس اسلام قبول کر چکے تھے۔ یا انی لثلث السلام میں آپ کا قول ذکور بالغین پر محمول ہے یعنی مذکر بالغوں کے لحاظ سے ہے۔ [۶]

---

[۱] (الاصابہ، ج ۲، اسد الغابہ) [۲] (الاصابہ، ج ۲، اسد الغابہ، ج ۲) [۳] (فتح الباری، ج ۷ ص ۸۴) [۴] (الاکمال، ص ۵۹۶)
[۵] (بخاری، ج ۲ ص ۵۴۴، بخاری، ج ۲ ص ۵۲۶) [۶] (فتح الباری، ج ۷ ص ۸۴)

ہجرت

آپ نے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے قبل مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ [1]

باعث افتخار

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے تو سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

هذا خالي فليرني امرء خاله [2] یہ میرے خالو ہیں۔ میرے خالو جیسا کوئی خالو پیش تو کرے۔

غزوات میں شرکت

آپ بڑے بے باک اور نڈر صحابی تھے۔ حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں وہ پہلا عرب ہوں جس نے خدا تعالیٰ کے راستے میں تیر اندازی کی ہے۔ ہم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے حالانکہ درختوں کے پتوں کے علاوہ ہمارے پاس کھانے کیلئے کچھ نہیں ہوتا تھا۔ [3]

ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں نقل کیا ہے کہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس سریّہ میں شریک تھے جو سب سے پہلے اسلامی معرکہ تھا جو یکم ہجری کو مشرکین کے مقابلے میں تھا۔ [4] ایسے ہی ابتداءِ اسلام میں مکہ شریف کی ایک وادی میں ایک مشرک نے دینِ اسلام پر اعتراض کیا تو آپ نے اونٹ کا جبڑا لے کر اس کو لہولہان کردیا۔ یہ وہ پہلا خون تھا جو اسلام کے دشمن کا اسلامی سپاہی نے بہایا ہو۔ [5] آپ نے جنگ بدر، خندق، احد اور دیگر تمام مشاہد میں مردانہ وار جہاد کیا۔ [6]

آپ کا نام بابِ شجاعت میں سنہری حروف سے لکھا گیا۔ آپ قریش کے ان گھوڑ سواروں میں تھے جو غزوات میں سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حفاظت کیا کرتے تھے۔ [7] آپ بہترین تیر انداز تھے۔ سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُحد کے دن آپ کی تیر اندازی کیلئے دعا کی تھی: اللهم اشد درمية [8] اور ایک روایت میں ہے: اللهم سدد سهمه [9] اے اللہ! سعد کا نشانہ سخت دُرست کردے۔ نیز اسی روز آپ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہترین تیر اندازی پر آپ کو داد دیتے ہوئے یہ کلمات ارشاد فرمائے تھے: فداك ابي و امي ارم [10] اے سعد! تجھ پر میرے ماں باپ قربان ہوجائیں۔ تیر مارو۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی اور کیلئے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ الفاظ جمع نہیں کئے۔ ہوسکتا ہے اس وقت تک یہ آپ ہی کا خاصہ ہو۔ حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں بھی سرکار نے یہ الفاظ جمع کئے ہیں جن کا ذکر پیچھے بحوالہ کیا گیا ہے۔

---

[1] (امانی الاحبار شرح معانی الاثار، ج۱ ص ۳۶۷) [2] (ترمذی، ج۲ ص ۲۱۶) [3] (بخاری، ج۱ ص ۵۲۸) [4] (فتح الباری، ج۷ ص ۸۴)
[5] (الاصابہ، ج۲ ص ۳۲) [6] (ارشاد الساری، ج۶ ص ۱۳۴) [7] (مسلم، ج۲ ص ۲۸۱) [8] (مشکوٰۃ ص ۵۶۶)
[9] (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب) [10] (ترمذی، ج۲ ص ۲۱۶، مسلم، ج۲ ص ۲۸۰)

عہد فاروقی اور حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار

دورِ فاروقی میں بھی آپ مسلسل جہاد میں شریک رہے۔ قادسیہ کی عظیم جنگ محرم ۱۴ ہجری میں لڑی گئی جس میں ایرانی سلطنت کی دھجیاں فضاء میں بکھر گئیں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو ہی سپہ سالار بنایا تھا۔ قادسیہ اور جلولا دونوں مقامات میں فتح سے ہمکنار ہوئے۔ مدائن کسریٰ کے فاتح آپ ہی کہلاتے ہیں۔ جنگ قادسیہ کا تیسرا دِن فیصلہ کن ثابت ہوا۔ ایرانی ہزاروں لاشیں میدان میں چھوڑ کر فرار ہوئے، دجلہ کے پار ایران کا پایۂ تخت مدائن تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ ادھر بڑھے ایرانیوں نے پل توڑ دیا تھا۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے بھروسے پر اپنا گھوڑا دریا کی طغیانیوں میں داخل کر دیا۔ پورا لشکر بھی پیچھے تھے۔ تمام بخیریت پار ہو گئے۔ مدائن فتح ہو گیا اور اہل شہر نے جزیہ دینا قبول کر لیا۔ [۱]

اسی واقعہ کی طرف شاید شاعر مشرق کا اشارہ ہے ؎

دشت تو دشت رہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحر ظلمات میں دوڑا دیئے گھوڑے ہم نے

اسلام پر ثابت قدمی

حضرت مصعب بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو حضرت سعد کی والدہ نے حلف اُٹھایا کہ میں اس وقت تک سعد سے کلام نہ کروں گی جب تک وہ دین اسلام کو چھوڑ نہ دے اور نہ ہی وہ کچھ کھائے پیئے گی۔ والدہ نے کہا کہ اللہ نے تجھے والدین کی بات ماننے کا حکم دیا ہے۔ میں تیری ماں ہوں اور تجھے یہ دین (اسلام) چھوڑنے کا حکم دے رہی ہوں۔ اس نے تین دن ہر چیز سے بائیکاٹ رکھا یہاں تک کہ بے ہوش ہو گئی۔ اس کے بیٹے عمارہ نے اس کے منہ میں پانی ڈالا۔ اسے ہوش آیا تو سعد کو بددعا دینے لگی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں یہ آیت نازل کی: ووصينا الانسان بوالديه حسنا ط وان جاهداك لتشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما ط الخ خلاصہ یہ ہے کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو لیکن اگر شرک کا حکم کریں تو نہ مانو۔ [۲]

ابن الاثیر نے بھی یہ حدیث نقل کی ہے لیکن اضافہ یہ ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے والدہ کو دیئے گئے جواب کا بھی ذکر کیا ہے۔ آپ نے والدہ سے کہا: لو كانت لك الف نفس فخرجت نفسا نفسا ما ترك ديني هذا لشي اگر تیری ہزار جانیں ہوں اور تیرے کھانے پینے کے بائیکاٹ کی وجہ سے ایک ایک جان نکلتی رہے میں پھر بھی تیری کسی ایک جان کیلئے بھی دین اسلام نہیں چھوڑوں گا۔ [۳]

---

[۱] (تاریخ طبری، جز دوم، ص ۵۳۱) [۲] (پ ۲۰۔ سورۃ العنکبوت: ۸ ۔ مسلم ثانی ص ۲۸۱) [۳] (اسد الغابہ، ج ۲)

امانت

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کو کوفے کا گورنر بنایا لیکن کچھ مدت کے بعد کسی حکمت اعلیٰ کے پیش نظر آپ کو معزول کر دیا گیا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصحاب ستہ اہل شوریٰ میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام بھی دیا اور یہ بھی کہا کہ حضور علیہ السلام تا وصال ان سے راضی تھے۔ چونکہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو پہلے وِلایت کوفہ سے معزول کیا تھا اس لئے آپ نے وضاحت کی: فان اصابت الامرة سعد افهو ذاك و الا فلستعن به ايكم ما امر فانی لم اعتزله من عجز ولا خيانة [1] اگر اہل شوریٰ کے مشورہ کے بعد امارت حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملے تو یہی امیر ہونگے ورنہ جو بھی مشورے سے بن جائے حضرت سعد کی امانت میں کوئی خرابی نہیں ہے۔ اسلئے کہ میں نے ان کو امارت سے عجز یا خیانت کی وجہ سے معزول نہیں کیا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی آپ کو والی کوفہ بنایا۔

مستجاب الدعوات

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کے بارے میں یہ دعا کی تھی:

اللهم استجب سعد اذا دعاكم [2]

اے اللہ! سعد جب بھی تجھ سے دعا کرے قبول فرمالے۔

وصال

آپ ۵۵ ہجری کو مدینہ شریف کے قریب عقیق یا عتیق مقام پر فوت ہوئے۔ لوگ آپ کی چارپائی اُٹھا کر لائے۔ مروان بن حکم والیٔ مدینہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ کی عمر اس وقت ۷۰ سال سے کچھ زائد تھی۔ آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ عشرہ مبشرہ میں سب سے آخر میں آپ کا ہی وصال ہوا۔ بہت سے صحابہ اور تابعین علم حدیث میں آپ کے شاگرد ہیں۔ [3]

---

[1] (بخاری، ج ا ص ۵۲۴، اسد الغابہ، ج ۲ ص ۲۹۱، امانی الاحبار، ج ا ص ۲۶۷) [2] (ترمذی، ج ۲ ص ۲۱۶)

[3] (الاکمال فی اسماء الرجال، ص ۵۹۶، امانی الاحبار، ج ا ص ۲۶۷)

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

مقبول بارگاہ خدا تعالیٰ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی جیتے جی جنت کی خوشخبری سنائی گئی۔

نام و نسب

سعید بن زید بن عمرو بن نفیل بن عبدالعزیٰ القرشی العدوی۔آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔آپ کے والد حضرت زید بن عمر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت سے قبل ہی دین حنیف دین ابراہیم علیہ السلام کے طالب تھے۔ بتوں کے نام پر ذبح نہیں کرتے تھے اور نہ ہی مردار اور دم کھاتے تھے۔حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے انہیں اس دور میں کعبۃ اللہ کے ساتھ تکیہ لگائے بیٹھے دیکھا کہ وہ کہہ رہے تھے:

لا اکل ما ذبح لغیر اللہ ما احد علی دین ابراھیم غیری [1]

جو غیر اللہ کے نام کے ساتھ ذبح کیا گیا میں وہ نہیں کھاتا۔میرے سوا اس وقت کوئی دین ابراہیمی پر نہیں۔

حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ کا نام فاطمۃ بنت بعجہ ملیح الخزاعیہ تھا۔آپ کی کنیت ابوالاعور یا ابوثور تھی۔پہلی زیادہ مشہور تھی۔آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بہنوئی تھے۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن فاطمہ بنت خطاب کا نکاح حضرت سعید بن زید سے ہوا تھا اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن عاتکہ بنت زید کا نکاح پہلے خاوند حضرت عبداللہ بن ابی بکر کے وصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوا۔ [2]

قبول اسلام

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اعلانِ نبوت کے بعد جلد ہی آپ نے اسلام قبول کر کے ہمیشہ کی سعادت حاصل کر لی۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی دارارقم میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے اسلام قبول کر لیا۔ [3]

آپ سابقون اولون میں سے ہیں۔آپ کا اسلام لانا ہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اسلام لانے کا سبب بنا کہ وہ ایک دن ننگی تلوار لیکر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے ارادہ سے گھر سے نکلے (معاذ اللہ) راستے میں حضرت سعید اور اپنی بہن فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے اسلام لانے کا طعنہ ملا تو آپ ان کے گھر میں آئے اور اسی گھر میں آپ کا دل اسلام کی طرف مائل ہوا۔

---

[1] (الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ج۲ص۳) [2] (اسد الغابہ، ج۲ص۳۰۶) [3] (الاصابہ، ج۲ص۴۶)

ابتداء اسلام میں تکالیف

حضرت قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مسجد کوفہ میں یہ کہتے ہوئے سنا: واللّٰہ لقد رایتنی و ان عمر لموثقی علی الاسلام قبل ان یسلم عمر [1] اللہ کی قسم! میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں (ماضی کا وقت چشم تصور میں تھا) حال یہ تھا کہ حضرت عمر اسلام لانے سے قبل مجھے سخت جھڑکتے تھے۔

موثقی کا یہ معنی حاشیہ سہارنپوری کے مطابق ہے۔ ابن حجر عسقلانی نے بھی اس معنی کی تائید کی۔ [2]

انہوں نے کرمانی کے کئے گئے معنی کو رد کر دیا ہے کہ وہ مجھے اسلام پر پختہ کرتے تھے اسلئے کہ قبل ان یسلم کے الفاظ اس معنی کا انکار کرتے ہیں۔

ہجرت

آپ نے مکہ شریف سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی اور آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ اور حضرت ابی ابن کعب انصاری کے درمیان مواخات قائم کی۔ [3]

غزوات میں شرکت

آپ نے جنگ بدر کے علاوہ تمام مشاہد میں حصہ لیا۔ جنگ بدر سے قبل آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شام کے راستے کی طرف قریش کے تجارتی قافلے کے تجسس کی طرف بھیجا۔ آپ ادھر سے واپس نہیں پہنچے تھے کہ جنگ بدر لڑی جا چکی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو بدری صحابہ والا حصہ دیا اور ماجور قرار دیا۔ [4]

آپ جنگ یرموک اور حصار دمشق میں بھی شریک تھے۔ [5]

---

[1] (بخاری، ج ا ص ۵۴۵) [2] (بخار شاد الساری، ص ۱۹۰) [3] (اسد الغابہ، ج ۲)

[4] (امانی الاحبار شرح معانی الاثار، ج ا ص ۱۲۰) [5] (اسد الغابہ، ج ۲، ص ۳۰۶)

مستجاب الدعوات

ربّ کریم جل جلالہٗ نے آپ کی دعا کو اجابت کے زیور سے آراستہ فرمایا تھا۔

حدثنا هشام بن عروة عن ابيه ان اروى بنت اويس او عت على سعيد بن زيد انه اخذ شياء من ارضها مخاصمة الى مروان بن الحكم فقال سعيد انا كنت اخذ من ارضها شياء بعد الذى سمعت من رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم يقول من اخذ شبرا من الارض ظلما طوقه الى سبع ارضين فقال له مروان لا اسئلك بينه بعد هذا فقال اللهم ان كانت كاذته فعم بصرها و اقتلها فى ارضها قال فما ماتت حتى ذهبت بصرها و اقتلها فى ارضه اذ وقعت فى حضرة فما تت [1]

خلاصہ یہ ہے کہ اروی بنت اویس نے مروان بن حکم کے پاس حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر دعویٰ کیا انہوں نے میری زمین غصب کی ہے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہ قول، فرمان سن کر کہ جس نے کسی کی ایک بالشت زمین ظلماً لی وہ سات زمینوں تک طوق پہنایا جائے گا' اس کی زمین غصب کرسکتا ہوں۔ حضرت سعید بن زید نے اس کیلئے بددعا کی کہ اے اللہ! اگر یہ عورت جھوٹی ہے تو اس کو نابینا کردے اور اپنی زمین میں ہی مار۔ مرنے سے پہلے وہ عورت اپنی آنکھوں سے محروم ہوگئی۔ ایک دفعہ اپنی زمین میں چل رہی تھی کہ ایک گڑھے میں گری اور فوت ہوگئی۔

منقبت

حضرت عبداللہ بن زید تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنتی ہیں۔ میں نے کہا، کیسے پتا چلا؟ انہوں نے کہا کہ وہ ان ۹ حضرات میں سے ہیں جو حرا پر تھے تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، اثبت حرا فانه ليس عليك الانبى و صديق و شهيد کہ اے حرا! ٹھہر جا تم پر نہیں ہیں مگر نبی صدیق اور شہید۔ نیز آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ۹ اصحاب کے نام لئے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نویں نمبر پر اپنا نام ذکر کیا۔

---

[1] (مسلم، ج ۲ ص ۳۳، اسد الغابہ، ج ۲ ص ۳۰۷، الاصابہ، ج ۲ ص ۴۶)

اصحاب ستہ اہل شوریٰ میں عدم شمولیت کی وجہ

جیسا کہ ذکر کیا گیا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے بعد خلافت کیلئے اصحاب ستہ اہل شوریٰ کی کمیٹی بنائی تھی کہ ان میں سے ایک امیر منتخب کیا جائے۔ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اگرچہ تقویٰ و تقدس اور دینی خدمات کی وجہ سے اس کمیٹی میں شمولیت سے کم حیثیت نہیں رکھتے تھے لیکن حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کا نام اسلئے نہ داخل کیا کہ امر خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر کوئی اتہام لازم نہ آئے۔ اس لئے کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے چچازاد بھائی تھے۔ ان کا نام لیتے تو اقرباپروری کا شبہ لازم آتا۔ ایسے ہی آپ نے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام نہیں دیا۔ [1]

وصال

آپ تقریباً ۷۳ سال کی عمر میں ۵۱ ہجری کو کوفہ میں بعض روایات کے مطابق عقیق میں مدینہ شریف کے قریب فوت ہوئے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کو غسل دیا اور آپ کی قبر میں حضرت سعد اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما آپ کو اُتارنے کیلئے داخل ہوئے۔ آپ کی نمازِ جنازہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے پڑھائی تھی۔ امام عسقلانی کہتے کہ نمازِ جنازہ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی۔ [2]

---

[1] (امانی الاحبار، ج ۱ ص ۱۲۰) [2] (الاصابہ، ج ۲)

حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالٰی عنہ

امین الامت حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ بھی عشرہ مبشرہ میں سے ایک ہیں۔

نام و نسب

ابوعبیدہ عامر بن عبداللہ بن جراح بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن الحارث بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ۔ [1] آپ کا سلسلہ نسب فہر بن مالک پر آنحضرت صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔آپ کا والد عبداللہ بن جراح جنگ بدر کے دن کفار کی طرف سے لڑتا ہوا مارا گیا۔بعض روایات کے مطابق حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے ہی اپنے والد کو قتل کیا تھا۔ [2] آپ کی والدہ نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ [3]

قبول اسلام

آپ سابقون اولون میں سے ہیں۔سیّد عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم دار ارقم میں داخل نہیں ہوئے تھے کہ آپ نے اسلام قبول کرلیا۔ [4]

ہجرت حبشہ و مدینہ

آپ نے پہلے مکہ شریف سے حبشہ کی طرف اور پھر وہاں سے مدینہ شریف کی طرف ہجرت کی۔ [5] انصار میں سے حضرت ابوطلحہ کو آپ کا بھائی بنایا گیا۔

غزوات میں شرکت

آپ ایک جری جرنیل تھے۔آپ نے جنگ اُحد، خندق اور دیگر تمام مشاہد میں شرکت کی۔ جب جنگ بدر میں آپ نے محبتِ اسلام کو ترجیح دیتے ہوئے اپنے والد کو قتل کردیا تو اللہ تعالٰی نے یہ آیت نازل کی:

لا تجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ و رسولہ

و لو کانوا اٰباء ھم او ابناء ھم الخ [6]

نہیں پائے گا تو ایسی قوم کو جو اللہ تعالٰی اور آخرت کے دن پر ایمان لاتی ہو۔اللہ تعالٰی اور اس کے رسول صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے دشمنوں کے ساتھ پیار کرے خواہ وہ اللہ و رسول کے دشمن اس قوم کے باپ کیوں نہ ہوں، بیٹے کیوں نہ ہوں۔

---

[1] (اسد الغابہ، ج۳ص۸۴) [2] (فتح الباری شرح بخاری، ج۷ص۹۳، ارشاد الساری، ج۶ص۱۳۲) [3] (فتح الباری، ج۷ص۹۳)

[4] (الاصابہ، ج۲ص۲۵۲) [5] (اسد الغابہ، ج۳ص۸۵،۸۶) [6] (پارہ ۲۸، سورۂ مجادلہ:۲۲)

جنگِ اُحد کے دن بھی آپ مردانہ وار لڑتے رہے اسی روز محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جبین اقدس میں دو تیر گھس گئے تھے۔ آپ نے اپنے دانتوں سے کھینچ کر وہ تیر باہر نکالے۔ جس سے آپ کے سامنے والے دو دانت گر گئے تھے۔ ۱

غزوۂ سیف میں سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے آپ کو امیر بنایا تھا۔ عن جابر بن عبد اللہ انه قال بعث رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بعثا و امر علیهم ابو عبیده بن الجراح و هم ثلث ماته رکب حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر روانہ کیا (عیر قریش کی تلاش کیلئے) اور ان پر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امیر بنایا۔ اس لشکر میں تین گھوڑ سوار تھے۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم راستے میں ہی تھے کہ زادِ راہ ختم ہوگیا۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جو کچھ ہے جمع کرو۔ تھوڑا سا سامان تھا ایک ایک کھجور کھانے کیلئے ملتی تھی پھر وہ بھی ختم ہوگئیں۔ پھر ہم سمندر کے پاس پہنچے ہمیں پانی میں ایک پہاڑی سی نظر آئی دیکھا تو وہ ایک بہت بڑی مچھلی تھی۔ ہم تمام اٹھارہ دن اس کا گوشت کھاتے رہے۔ ۲

آپ نے دورِ صدیقی اور دورِ فاروقی میں بھی جنگوں میں حصہ لیا۔ آپکا شماران امراء میں سے ہوتا ہے جنہوں نے دمشق فتح کیا تھا۔ ۳

امین الامت

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار گوہر بار سے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو امین الامت کا لقب ملا۔

عن ابی قلابة قال حدثنی انس بن مالك ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم

ان لکل امة امینا و ان امیننا ایتها الامة ابو عبیده بن الجراح ۴

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، ہر اُمت کا ایک امین ہوتا ہے۔

اے اُمت ہمارے امین حضرت ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور حدیث روایت کرتے ہیں کہ اہل یمن نے سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ہمارے ساتھ ایک آدمی بھیجو جو ہمیں سنت اور اسلام سکھائے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا (اہل یمن کے ساتھ انہیں بطور امین بھیجا اور کہا) یہ اس اُمت کے امین ہیں۔ ۵

جب وفد نجران نے آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا کہ ہمارے ساتھ امین آدمی بھیجو تو سیّدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، میں تمہارے ساتھ ایسے آدمی کو بھیجوں گا جو حق امین ہے حق امین ہے۔ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے گردنیں بلند کی کہ وہ کون ہے؟ تو سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، اے ابوعبیدہ بن جراح اُٹھو۔ جب آپ اٹھے تو سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، یہ اس اُمت کے امین ہیں۔ ۶

---

۱ (ارشاد الساری، ج ۶ ص ۱۳۲) ۲ (بخاری، ج ۲ ص ۶۲۵) ۳ (اسد الغابہ، ج ۳ ص ۸۵) ۴ (بخاری، ج ۱ ص ۵۳۰، بخاری ثانی، ص ۶۲۹، مسلم ثانی ص ۲۸۲، ترمذی، ج ۲ ص ۲۱۶) ۵ (مسلم ثانی ص ۲۸۲) ۶ (بخاری، ج ۲ ص ۶۲۹، ترمذی، ص ۲۱۶)

مال و دولت سے استغنا

آپ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے شام کے گورنر تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شام گئے۔ امراء سے پوچھا، میرے بھائی کہاں ہیں؟ انہوں نے کہا، کون؟ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، ابوعبیدہ میرے بھائی ہیں۔ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بلایا گیا۔ جب آپ آئے اور آپ کی سواری اور لباس بالکل سادہ تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ سے علیحدہ سرگوشی کی پھر آپ کے ساتھ آپ کے گھر تشریف لے گئے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وہاں صرف ایک تلوار اور ایک ڈھال دیکھی۔ [۱]

یہی ان کا سارا سامان تھا۔ حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فرماتے سنا کاش کہ میں ایک مینڈھا ہوتا میرے گھر والے مجھے ذبح کر کے میرا گوشت کھا لیتے اور شوربا پی لیتے۔ [۲]

وصال

آپ کے وصال کے بارے میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ آپ بیت المقدس میں نماز پڑھنے کیلئے جا رہے تھے کہ فحل کے مقام پر فوت ہوئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کی قبر لبنان میں ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ ۵۸ سال کی عمر میں ۱۸ ہجری کو آپ کا وصال عمواس میں ہوا۔ [۳]

---

[۱] (الاصابہ، ج ۲ ص ۲۵۴، اسد الغابہ، ج ۲) [۲] (اسد الغابہ، ج ۲) [۳] (اسد الغابہ، ج ۲)

کیا حضرت علی کرم اللّٰہ وجھہ الکریم کیلئے

دامادِ مصطفی کا اطلاق جائز ھے؟

﴿ مفتی محمد لطف اللّٰہ نوری ﴾

گزشتہ دِنوں ایک مضمون نظر سے گزرا، جس میں یہ تاثر دیا گیا کہ حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو **داماد مصطفیٰ** کہنا ناجائز اور توہین رسالت کے مترادف ہے۔ مسئلہ کی وضاحت کیلئے چند سطور پیش کی جاتی ہیں۔

ایک بنیادی حقیقت ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے رِشتہ داری بشرطِ ایمان یقیناً مفید ہے، اس پر اہلسنّت کا اتفاق ہے (ثلاثین شامی) اور بکثرت احادیث صحاح وحسان اس پر دال ہیں۔

دنیا میں اس رشتہ داری کی وجہ سے محبت و تعظیم لازم ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مخاطب کر کے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

والذی نفسی بیده لا یدخل قلب رجل الایمان حتی یحبکم اللّٰہ ولرسوله

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ کسی آدمی کے دل میں ایمان اسی وقت داخل ہوگا

جب وہ تم سے اللہ اور اس کے رسول کی وجہ سے محبت کرے۔ (ترمذی، ج۲ص۲۴۰)

صحیح بخاری، جلد ا، صفحہ ۵۲۶ میں سیّدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان موجود ہے:

ارقبوا محمدا فی اهل بیته

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل بیت میں آپ کے ادب و تعظیم کا خیال رکھو۔

اسی صفحہ پر آپ ہی کا یہ فرمان بھی ہے:

والذی نفسی بیده لقرابة رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم احب الی ان اصل من قرابتی

اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، یقیناً رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا

مجھے اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنے سے زیادہ پیارا ہے۔

اسی صفحہ پر حضرت سیّدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضرت سیّدنا عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے بارش طلب کرنا ذکر ہے۔

آخرت میں اس رشتہ داری کا نافع ہونا بہت سی احادیث سے ثابت ہے، متعدد احادیث فتاویٰ نوریہ، ج ۵ ص ۱۲۰ میں موجود ہیں۔
جامع صغیر میں حدیث ہے:

كل نسب وصهر ينقطع يوم القيٰمة الا نسبي و صهري

ہر نسبی اور سسرالی رشتہ قیامت کے دن کٹ جائے گا لیکن میرا نسب و سسرال کا رشتہ قائم رہے گا۔

اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ پھر مسند احمد بن حنبل، جلد۴، صفحہ ۳۲۳ میں ہے:

ان الانساب يوم القيٰمة تنقطع غير نسبي و سببي و صهري

بلاشبہ نسب قیامت کے دن کٹ جائیں گے سوائے میرے نسب، تعلق اور سسرال کے رشتہ کے۔

لفظ صھر لغوی طور پر تمام سسرالی رشتوں کو شامل ہوتا ہے، اس میں یقیناً داماد بھی شامل ہے۔ اس پر دلیل مسند احمد بن حنبل، جلد ا صفحہ ۶۷ میں حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

و نلت صهر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف پایا۔

اور مسند احمد، جلد ۴، صفحہ ۱۶۶ اور مسلم شریف، جلد ا، صفحہ ۳۴۴ میں حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے یہ کہنا ثابت ہے:

و نلت صهر رسول الله صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

اور آپ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ہونے کا شرف پایا۔

پھر صحیح بخاری، جلد ا، صفحات ۴۳۸، ۵۲۸۔ صحیح مسلم، جلد ۲، صفحہ ۲۹۰ اور مسند احمد، جلد ۴، صفحہ ۳۲۶ میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے داماد حضرت ابو العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف کرتے ہوئے ان کا ذکر کیا:

ثم ذكر صهرا له من بني عبد شمس فاثنى عليه في مصاهرته

پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس سے اپنے داماد کا ذکر فرمایا اور اس پر داماد ہونے کے اعتبار سے تعریف فرمائی۔

پھر داماد کیلئے خاص لفظ عربی میں ختن ہے۔ اس کے حوالہ سے دیکھیں تو خود سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک موقع پر حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مخاطب کر کے فرمایا:

اما انت يا علي فختني و ابو ولدي بہر حال اے علی! آپ میرے داماد اور میری اولاد کے باپ ہو۔

یہ حدیث مسند احمد بن حنبل، جلد ۵، صفحہ ۲۰۴ میں موجود ہے۔

اگر کسی کے ذہن میں اشکال ہو کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صاحب حق ہیں، دوسروں کیلئے یہ جائز نہیں تو ملاحظہ ہو مستدرک حاکم، جلد۳، صفحہ ۷۶۔ البدایہ والنہایہ، جلد۵، صفحہ ۲۴۹/ جلد ۶، صفحہ ۳۰۲۔ تاریخ الخلفاء (امام سیوطی)، صفحہ ۶۸ وغیرہ میں ہے۔

حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو مخاطب کر کے کہا:

ابن عم رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم و ختنہ (الحدیث)

آپ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے داماد ہیں۔

یہ حدیث موقوف صحیح بخاری، جلد۲، صفحہ ۶۷۰ پر مرقوم ہے۔

ثابت ہوا کہ حضرت سیّدنا ابوبکر صدیق، حضرت عباس، حضرت ربیعہ بن حارث اور حضرت ابن عمرؓ حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کو دامادِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ کر ذکر فرماتے ہیں۔ کیا یہ حضرات ناموس مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے آشنا نہ تھے؟ ہر گز نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ داماد کو باعث تحقیر سمجھنا اس کافرانہ عمل کی بنیاد ہے۔ جس کے تحت وہ بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیتے۔ تفسیر ضیاء القرآن وغیرہ میں صاف لکھا ہے۔ حاصل یہ ہے بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے کی رسم کی ابتداء اسی نظریے کے تحت تھی کہ کوئی داماد بنے گا جو باعث تحقیر ہوگا۔

ضیاء القرآن، جلد ۵، صفحہ ۵۰۱ میں ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں، ان کی جاہلانہ نخوت بھی اس کا ایک سبب تھی۔ وہ کسی کو اپنا داماد بنانا اپنی توہین سمجھتے......الیٰ آخرہ۔

اور اسلام نے بیٹی کی عزت و شفقت کا حکم دیا تو اس کے ضمن میں ہی داماد کو وجہ تحقیر سمجھنے کی بھی نفی فرمائی۔

عنایہ، ج۱ص۹۹، غنیۃ المستملی، ص۱۲۰، التعلیق المجلی، ص۷۵، الحدیقۃ الندیہ، ج۱ص۳۱۰ وغیرہ میں ہے:

روی عن ابی حنیفۃ انہ سئل عن مذھب اھل السنۃ و الجماعۃ فقال ھو ان یفضل الشیخین یعنی ابا بکر و عمر علی الصحابۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنھم و ان یحب الختنین یعنی عثمان و علیا و یری المسح علی الخفین

مروی ہے کہ امام ابوحنیفہ سے مذہب اہل سنت والجماعت کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا کہ شیخین یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی صحابہ پر فضیلت تسلیم کرے اور دو دامادوں حضرت عثمان اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے محبت رکھے اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھے۔

بلکہ التعلیق المجلی میں ہے کہ امام صاحب کے اس جواب کا اصل سیّدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان ہے:

ان من السنۃ ان تفضل الشیخین و تحب الختنین و تری المسح علی الخفین

بلاشبہ مذہب اہلسنّت سے ہے کہ تم شیخین کی فضیلت تسلیم کرو اور ختنین سے محبت کرو اور موزوں پر مسح کو جائز سمجھو۔

حضرت مولائے کائنات کرم اللہ وجہہ الکریم کیلئے دامادِ مصطفیٰ کے اطلاق کو توہین رسول کہنے والے سوچیں کہ ان کی بے لگام تحریر نے کیسے کیسے ادب والے حضرات کو مرتکب توہین رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سمجھا۔ (العیاذ باللہ)